اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نعتیہ دیوان ''کلامُ الامام امامُ الکلام''، مُسمّٰی بہ تاریخی

''حدائق بخشش'' (۱۳۲۵ھ) سے منتخب کلام کی

آسان، مختصر اور جامع تر اُردو شرح

عِطرِ حَدائِقِ بَخْشِش

از قلم حقیقت رقم

ابوالحسنین مفتی محمد **عارف محمود خان** قادری حفظہ اللہ

(شیخ الحدیث و رئیس دارالافتاء جامعہ فیضان غوث و رضا، واہ کینٹ)

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون:32439799

نام کتاب	:	عطر حدائق بخشش
شارح	:	ابوالحسنین مفتی محمد عارف محمود خان قادری
سن اشاعت	:	ربیع الاول 1437ھ۔جنوری 2016ء
سلسلۂ اشاعت نمبر	:	261
تعداد اشاعت	:	3500
ناشر	:	جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون:32439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net پر موجود ہے۔

پیش لفظ

قرآن پاک اوراحادیثِ مبارکہ سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ محبت رسول ﷺ ایمان کا جزو ہے، اس سے پہلوتہی کرنا گویا ایمان سے ہاتھ دھونے کے مترادف ہے، اور یہ بات بھی کہ جب تک بندہ رسول اللہ ﷺ کو کائنات کی ہر شئے سے زیادہ عزیز نہ رکھے کامل ایمان والا نہیں ہوسکتا، جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے: ”لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَ وَلَدِهٖ وَ النَّاسِ أَجْمَعِينَ“ أو كما قال عليه الصلاة و السلام

یعنی، تم میں سے اُس وقت تک کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اُسے اُس کے والد اور اولاد اور دنیا کے تمام لوگوں سے عزیز نہ ہوجاؤں۔

اور محبتِ رسول ﷺ کا تقاضہ یہ ہے کہ بندہ اُن کی تعریف کرتا رہے اور یہی تعریف کرنا اصطلاح میں ”نعت“ کہلاتا ہے۔ نعت لکھنے اور پڑھنے کا باقاعدہ سلسلہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے ظاہری زمانہ مبارکہ سے شروع ہوا، یوں تو سارے صحابہ مدح خواہانِ رسول اللہ ﷺ ہیں لیکن حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس میں ایک خاص شہرت پائی، اور ان کو خاص تحفہ رسول اللہ ﷺ کی زبانی عطا ہوا کہ ”جب تک میری ثناء میں مشغول ہوتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ روح الامین کے ذریعے سے اُن کی مدد فرماتا ہے“۔

یہی سلسلہ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے منتقل ہوتا ہوا تابعین، پھر تبع تابعین، پھر ان کے بعد جتنے ادوار گزرے شاید کہ کوئی دور ایسا گزرا ہو جو مدحِ خواہانِ رسول اللہ ﷺ سے خالی ہو، یہاں نعت خوانی کی ”تاریخ“ لکھنا مقصود نہیں ورنہ اس کے لئے دفتر درکار ہیں۔ جب رسول اللہ کے عشاق کا اور نعت لکھنے والوں کا ذکر آتا ہے تو جب تک

امام اہلسنّت امام عظیم المرتبت، پروانۂ شمع رسالت، مجدّد دین وملّت الشاہ امام احمد رضا خان حنفی متوفی ۱۳۴۰ھ کا ذکر نہ ہو، اُن کے نعتیہ دیوان ”حدائق بخشش“ کا تذکرہ نہ کیا جائے تشنگی سی رہتی ہے۔

آپ کے کلام کے متعلق یہ جملہ ”کلام الامام امام الکلام“ (یعنی امام کا کلام، کلاموں کا امام ہے) بالکل صادق آتا ہے اور بات حقیقت میں بھی یہی ہے کہ امام اہلسنّت نے جس قسم کی شاعری اپنے دیوان میں فرمائی ہے وہ صرف ”کلاموں کا امام“ کہلانے کی مستحق ہے، تو ضرورت ہوئی کہ امام اہلسنّت کے اس دیوان کو سمجھنے کے لئے مختصر و جامع تشریحات پر مشتمل ایک کتاب لکھی جائے تاکہ امام اہلسنّت کے کلام سے بخوبی فائدہ اٹھایا جائے۔ کئی علماء کرام نے اس پر قلم اُٹھایا اور کئی جلدوں میں اس کی شرح بھی فرمائی، اسی سلسلے میں وقت عصر کی نامور شخصیت ابوالحسنین مفتی محمد عارف محمود خان قادری دامت برکاتہم العالیہ جو کہ جامعہ فیضان غوث ورضا کے شیخ الحدیث اور رئیس دار الافتاء ہیں نے بھی اس پر قلم اٹھایا اور اپنی تالیف بنام ”عطر حدائق بخشش“ میں بڑے احسن انداز میں امام اہلسنّت کے کلام کا ترجمہ، حلِ لغات اور تشریح فرمائی، اور یہ ان کا بہت بڑا کارنامہ ہے کیونکہ امام اہلسنّت کے کلام کو عوام تو کجا خواص کا بھی بآسانی سمجھ لینا دشوار ہے۔ میں یہاں ایک مثال کے ذریعے اس بات کو اور پختہ کرنا چاہوں گا، امام اہلسنّت کا ایک شعر ہے ؎

آنکھیں ٹھنڈی ہوں جگر تازے ہوں جانیں سیراب
سچے سورج وہ دل آرا ہے اجالا تیرا

قبلہ موصوف حل لغات کے بعد اس کی مختصر تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اے آفتاب فلک نبوت و ماہتاب آسمان رسالت آپ وہ اصلی فیضان ربوبیت سے مالا مال سورج ہیں جس کی روشنی اور چمک دمک اُجالوں کا ذریعہ عظیمہ ہے، آپ کا دیدار فیض آثار کرنے والی آنکھیں نور سے ٹھنڈی ہوتیں اور جلے جگر تازے ہوجاتے اور تڑپتی

اور پھوٹتی پیاسیں جانیں سیراب ہو جاتیں اور امید کی ختم ہوتی کرنیں دوبارہ بحال ہو جاتیں ہیں، اس جہاں میں بھی آپ کی زیارت وشفاعت جہنم سے بچانے اور جنت دلانے والی اور برزخ میں آپ کا رخ پُر انوار وجمال اور جمالِ جہاں آراء کی روشنی قبر کو باغ جنت بنانے والی ہے، آسی نے کیا خوب کہا ؎

آج کفن میں پھولیں نہ سمائیں گے آسی
آج کی رات ہے دولہا کی زیارت کی رات

ادارہ اس رسالے کو بھی قارئین کے لئے مفید جانتے ہوئے اسے اپنے سلسلہ اشاعت نمبر ۲۶۱ پر شائع کرنے کا اہتمام کر رہا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ موصوف کو علم دین کی خدمت کی مزید توفیق مرحمت فرمائے اوران کی سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

محمد جنید عطاری
(مفتی دارالافتاء النور، جمعیت اشاعت اہلسنّت، پاکستان)

عطر حدائق بخشش

الحمدُ للّٰہ رب العٰلمین والصّلوٰۃ والسّلامُ علیٰ سیّدِ العٰلمینَ والٖہ وحزبہٖ اجمعین

وصلِ اوّل در نعت اکرم حضور سیّد عالم ﷺ

ذریعہ قادریہ (۱۳۰۵ھ)

واہ کیا جُود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا
"نہیں" سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرّہ تیرا

فیض ہے یا شہِ تسنیم نرالا تیرا
آپ پیاسوں کے تجسّس میں ہے دریا تیرا

اَغنِیاء پلتے ہیں دَر سے وہ ہے باڑا تیرا
اَصفِیاء چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستا تیرا

فرش والے تیری شوکت کا عُلُوّ کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

آسماں خوان، زمیں خوان، زمانہ مہمان
صاحبِ خانہ لقب کس کا ہے؟ تیرا تیرا

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا مُنہ کیا دیکھیں
کون نظروں پر چڑھے دیکھ کے تلوا تیرا

بحرِ سائل کا ہوں سائل نہ کنویں کا پیاسا
خود بجھا جائے کلیجا مرا چھینٹا تیرا

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف
تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

آنکھیں ٹھنڈی ہوں جگر تازے ہوں جانیں سیراب
سچے سورج وہ دل آرا ہے اجالا تیرا

دلِ عبث خوف سے پتّا سا اُڑا جاتا ہے
پلّہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسا تیرا

ایک میں کیا میرے عِصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سَو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

مُفت پالا تھا، کبھی کام کی عادت نہ پڑی
اب عمل پوچھتے ہیں، ہائے نکمّا تیرا

تیرے ٹکڑوں سے پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

خوار و بدکار، خطا وار و گنہگار ہوں میں
رافع و نافع و شافع لقب آقا تیرا

میری تقدیر بُری ہو تو بَھلی کر دے کہ ہے
محو و اثبات کے دفتر پہ کڑوڑا تیرا

تو جو چاہے تو ابھی مَیل میرے دل کی دُھلیں
کہ خُدا دِل نہیں کرتا کبھی مَیلا تیرا

کس کا منہ تکئے کہاں جایئے کس سے کہیے
تیرے ہی قدموں پہ مٹ جائے یہ پالا تیرا

تو نے اسلام دیا تو نے جماعت میں لیا
تو کریم اَب کوئی پھرتا ہے عطِیَّہ تیرا

موت سُنتا ہوں سِتم تلخ ہے زہرابہ ناب
کون لا دے مجھے تلووں کا غُسالہ تیرا

دُور کیا جانیے بدکار پہ کیسی گزرے
تیرے ہی دَر پہ مرے بے کس و تنہا تیرا

تیرے صدقے مجھے اِک بوند بہت ہے تیری
جس دن اچھوں کو ملے جَام چھلکتا تیرا

حرم و طیبہ و بغداد جدھر کیجئے نگاہ
جُوت پڑتی ہے تری نُور ہے چھنتا تیرا

تیری سرکار میں لاتا ہے رِضا اس کو شفیع
جو میرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

واہ کیا جُود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا
''نہیں'' سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

الفاظ کے جداجدا گانہ مطالب بمع حل لُغات: **واہ** بزبانِ فارسی کلمہ تحسین ہے' دیگر معانی کے لیے بھی مستعمل ہے مگر اس مقام پر اصلی معنی میں ہے۔ **کیا** (اُردو) استفہامیہ' کلمہ تعجب' استفہامِ انکاری' اس مقام پر برائے تعجب مستعمل ہے **جود** عربی کا لفظ ہے بمعنی عطاء وبخشش' **کرم** عربی کا لفظ ہے بمعنی بزرگی وعطاء' **شہ** بمعنی بادشاہ وسرکار فارسی کا لفظ ہے جو شاہ کا مخفف ہے' **بطحا** عربی کا لفظ ہے جس کا معنی پتھریلی زمین ہے۔ مکہ مکرمہ کو کہا جاتا ہے۔ وہاں بکثرت پہاڑ ہونے کی وجہ سے اب شہِ بطحا بمعنی سردار مکہ مکرمہ ہے' **تیرا** اردو میں بمعنی آپ کا' اور ایسے پیرائے میں یہ بے ادبی کا کلمہ نہیں بلکہ والہانہ پیار کا کلمہ کہلاتا ہے' اصل میں ''تو اور تیرا'' واحد اور ''تم اور تمہارا'' جمع کے لیے مستعمل ہیں' کبھی واحد کو تعظیماً ''تم اور تمہارا'' بھی کہا جاتا ہے اور کبھی والہانہ پن میں قابل تعظیم کے لیے صنف شعری میں اردو میں ''تو اور تیرا'' عربی میں ''انت'' وغیرہ کا استعمال ہوتا ہے اور فارسی میں ''توئی'' اور پنجابی میں ''تُسیں'' کا استعمال ہے' ان کی مثالیں مشہور ہیں۔

عربی: بَاَبِیُ انت یا رسول اللہ

فارسی: توئی سلطانِ عالم یارسول اللہ

پنجابی: تیرا کھانواں میں تیرے گیت گانواں یارسول اللہ ﷺ

پنجابی: تُسیں آئے تے کھڑ پئیاں بہاراں یارسول اللہ

''نہیں'' اردو میں کلمہ نفی کہلاتا ہے' انکار ونفی کے لیے لاتے ہیں۔ **سُنتا ہی نہیں** (اردو) نہ سننے کی تاکید ہے' کیونکہ اردو میں لفظ ''ہی'' عموماً تاکید وتخصیص کے لیے لاتے ہیں' **مانگنے والا تیرا** (اردو) آپ کا سائل، اس میں سائل کی حوصلہ افزائی کے لیے ''تیرا'' کہہ کر اسے حضور ﷺ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

مختصر تشریح: اے مکہ مکرمہ کے شاہ آپ کی عطاء کے کیا کہنے، آپ کے دربار گوہر بار کا کوئی منگتا خالی جاتا ہی نہیں' ایمان والا دولت عرفان مانگے یا بے ایمان دولت ایمان مانگے اسے بھی ''نہ'' نہیں ہے اور اُسے بھی ''نہ'' نہیں ہے' طالبِ دین'' دینداری'' مانگے یا طالبِ دُنیا'' دُنیاداری'' مانگے سب کی جھولی بھری جارہی ہے۔ بفحوائے ''وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنۡهَرۡ'' (سورۃ و الضُحی، آیت نمبر ۱۰) آپ کے ہاں جھڑک کر' ڈانٹ ڈپٹ کر سائل کو بھگا دینا ہے ہی نہیں۔

بفحوائے ''وما ردسائلاً وماسئل عن شیءٍ فقال لا'' آپ کی زبان پر سائل کے سوال کے جواب میں ''نہ'' جاری نہ ہوا۔

فَرَزْدَقْ شاعر نے کیا خوب کہا:

ما قال قَطُّ "لا" الّافی تشهدهٖ
لو لا التشّهَدُ لكان "لاءُہٗ" نَعَمُ

(فتح الباری لابن حجر ج ۱۰ ص ۴۵۷ حدیث ۶۰۳۴)

یعنی کلمہ ''لا'' تشہد میں ہی بولا اگر تشہد نہ ہوتا تو سرکار کا ''لا'' بھی ''نعم'' ہوتا۔

اب رہا ''جُود وکرم'' تو یادرہے ''جود'' بے سوال عطا کو اور ''کرم'' سوال کرنے پر دینے کو کہتے ہیں۔ اس لیے ''جُود'' افضل ہے ''کرم'' سے اور حدیثِ بخاری کے مطابق سرکار ﷺ ''اجوَدُالناس'' ہیں۔ (صحیح البخاری طبع قدیمی کراچی)

اس طرح دوسرے مقام پر حدائق بخشش میں ہے:

''مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ ''لا'' ہے نہ حاجت ''اگر'' کی ہے''

دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرّہ تیرا

حل لغات: دھارے (اردو) لفظ ''دھارا'' کی جمع ہے اس کا معنی آبشار، تیز پانی کا

بہاؤ۔عطاء (عربی) بخشش' عطیہ' قطرہ (عربی) بوند تارے کھلتے ہیں (اردو) ستارے اور تارے بولتے ہیں، چمکتے ہیں،ستارہ ،تارہ کی جمع ہے۔ دونوں سے مراد ایک ہی چمکدار چیز ہے جو آسمان پر چاند کے اردگرد ان گنت اور روشن چمکتے ہیں۔ تارے کھلتے ہیں کا مطلب ہے تارے چمکتے ہیں' سخا (عربی) سخاوت' خیرات' ذرہ (عربی) باریک ٹکڑا۔

مختصر تشریح: آنحضور ﷺ کے دریائے سخاوت و بحر عطاء کی شان یہ ہے کہ اے آقا ﷺ! آپ کی عطا کے بحر ناپیدا کنار سے ایک قطرہ بھی لیا جائے تو اس سے آبشاریں جاری ہوتی جاتی ہیں اور اس ایک قطرے سے منگتوں کی موجیں لگ جاتی ہیں۔ آپ ﷺ آسمانِ سخاوت ہیں اور آپ کا ایک ذرہ اس شان کا ہے کہ وہ ایسے چمکتا ہے جیسے آسمانِ دُنیا کے ستارے چمکتے ہیں۔ بفحوائے ''اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ'' (سورۃ الکوثر جزء ۳۰ سورۃ نمبر ۱۰ آیت ۱) ساری دولتیں آپ کو مل گئی ہیں' ''اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَ اللّٰهُ يُعْطِىْ'' سب خزانوں کے مالک ہیں' اللہ نے خزانے آپ کو تفویض فرما دیئے اور آپ بانٹتے چلے جاتے ہیں۔ حدائق بخشش میں دوسرے مقام پر فرمایا ہے:

رَب ہے مُعطی یہ ہیں قاسم رزق اُس کا ہے کھلاتے یہ ہیں
ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ہیں

فیض ہے یا شہِ تسنیم نرالا تیرا
آپ پیاسوں کے تجسّس میں ہے دریا تیرا

حل لغات: ''فیض'' (عربی) آب دریا وغیرہ کے اُبال اور بہاؤ کو کہتے ہیں۔ یہاں بخشش کا بہاؤ مراد ہے۔ ''یا'' (عربی) ایک حرف نداء ہے جس کے ذریعے قریب و بعید والوں کو پکارا جاتا ہے۔ جمہور نحویوں کی یہی تحقیق ہے' البتہ قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کی اصل وضع بعید کے لیے ہے۔ کبھی قریب کو بعید کے درجے میں رکھ کر ''یا'' سے پکارتے ہیں۔ جیسے شہہ رگ سے بھی قریب پروردگار کو مرتبہ کے بُعد کی وجہ سے ''یا

رب'' کہہ کر پکارتے ہیں۔ بحر حال بطور عبادت و دُعا ''یا'' کے ساتھ خدائے بزرگ و برتر کو پکارنے کے علاوہ بطورِ ندا و تعظیم و استغاثہ اس کی مخلوق چھوٹی بڑی سب کو اردو میں ''اَے'' فارسی میں ''الف'' اور عربی میں ''یا'' کے ساتھ پکارنا نا صرف جائز بلکہ اسلاف کا معمول رہا ہے۔

''اعینونی یا عبادَ اللّٰہ'' کہہ کر رجال الغیب کو پکارنے کی حدیث شریف میں ترغیب دلائی گئی ہے۔

''السّلام علیك ایُّها النبی'' کہہ بصیغہ نداء دربار رسالت میں عین حالت نماز میں درود وسلام پیش کیا جاتا ہے۔

امام زین العابدین نے یوں پکارا ''یَا رَحْمَةً الْلِعَالَمِیْنَ اَدْرِكْ لِزَیْنِ الْعَابِدِیْنَ۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے یوں فریاد کی:

''جِئْتُكَ قَاصِداً یَا سَیِّدَ السّادَاتِ'' یعنی آپ کا ارادہ کر کے آیا ہوں اے سید السادات۔

امام بوصیری یوں عرض گزار ہوئے یَا اَكْرَمَ الخَلْقِ مَا لِی مَنْ اَلُوْذُبِهٖ سِوَاكَ عِنْدَ حُلُولِ الحَادِثِ العَمَمِ۔

علامہ عبدالرحمٰن جامی عرض گزار ہوئے زِمَهْجُورِیِ بَرآمَدُ جَانِ عَالَم تَرَحَّمْ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ تَرَحَّمْ۔ شہِ تسنیم: شہ (فارسی) شاہ کا مخفف ہے بمعنی بادشاہ مالک تسنیم (عربی) ایک جنتی نہر کا نام ہے' دونوں باہم مرکب اضافی کی حیثیت سے مضاف مضاف الیہ کا درجہ رکھتے ہیں یعنی اے نہر تسنیم کے مالک۔ نرالا (اردو) انوکھا' پیاسوں (اُردو) پیاسا کی جمع پیاسے لوگ۔ تجسّس (عربی) ڈھونڈ تلاش ۔دریا (فارسی) سمندر، یہاں مجازاً سخاوت و کرم۔

مختصر تشریح: اے نہر تسنیم کے مالک! آپ کی سخاوت کا دریا بڑا انوکھا ہے اور دریاؤں کے پاس پیاسے چل کر آتے اور فیض پاتے ہیں جبکہ آپ کا دریائے سخاوت

پیاسوں کی تلاش میں رہتا ہے اور خود جا جا کر انہیں سیراب کرتا ہے۔ گویا خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتا کا بھلا ہو۔

اَغْنِیَاء پلتے ہیں دَر سے وہ ہے باڑا تیرا
اَصْفِیَاء چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستا تیرا

حل لُغّات: **اَغْنِیَاء** (عربی) اغنیاء غنی کی جمع ہے اور غنی بمعنی مالدار۔ **در** (فارسی) دربار، بارگاہ۔ **باڑا** (اردو) بڑی حویلی' خانقاہ اور انعام کی چھما چھم برسات کر دینا کہ کوئی محروم نہ رہے۔ **اصفیاء** (عربی) یہ صفی کی جمع ہے اور صفی بمعنی پرہیز گار' پہنچا ہوا' چنا ہوا' خدا کا خاص بندہ۔ **رستہ** (اردو) لفظ ''راستہ'' کا مخفف ہے' اردو میں ''ہ'' کی جگہ الف لکھنے پڑھنے کا رواج ہو گیا ہے۔

مختصر تشریح: اے رب اعلیٰ کی عطاء کردہ نعمتوں سے مالا مال ہستی! آپ کا دربار گوہر بار وہ شاہی دربار ہے جہاں کے لنگر سے فقراء و مساکین تو اپنی جگہ بڑے بڑے مالداروں کی جھولیاں بھی بھری جاتی ہیں اور وہ بھی آپ کے لنگر پر پَل رہے ہیں' اعلیٰ درجے کے خدا رسیدہ لوگ بھی اپنے لیے اعزاز سمجھتے ہیں کہ آپ کی درگاہ کی طرف وہ اپنے پاؤں کے بجائے سروں پر چل کر جائیں اور کسی طرح انہیں آپ کی بارگاہ بے کس پناہ کی حاضری نصیب ہو جائے' کیونکہ اسی میں انہیں قربِ خدا کی دولت بے بہا نصیب ہو گی اور ادب سے پا برہنہ (ننگے پاؤں) چلتے اور سر کے بل چلتے اور سانس روک کر چلتے ہیں کہیں بے ادبی کی پاداش میں سب کیا کرایا ضائع نہ کر بیٹھیں۔

اَدب گاہیست زیرِ آسمان اَز عَرش نازُک تر اَست
نَفَس گُم کردہ می آید جُنید و با یزید اِینجا

فرش والے تیری شوکت کا عُلُوّ کیا جانیں
خِسُرَوَا عَرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

حلِّ لُغّات: **فرش** (فارسی) بچھونا، زمین، یہاں عرش کے بالمقابل ہونے کی وجہ سے فرش بھی زمین ہی ہے۔ **شوکت** (عربی) دبدبہ۔ **عُلُو** (عربی) اصل میں عُلُوٌّ مصدر ہے اردو میں عُلُوّ پڑھا جاتا ہے بمعنی بلندی۔ **خسروا** (فارسی) اصل میں الف ندائیہ ہے اور لفظ ''خُسُرُو'' اور ''خِسُرَو'' دونوں طریقوں پر مستعمل ہے' اس کا معنی بادشاہ ہے' اب خسروا بمعنی ''اے بادشاہ'' ہو گا یعنی بادشاہِ عرب و عجم' بادشاہِ کونین۔ **عَرش** (عربی) آسمانوں سے اُوپر عرش اعظم جس کے نیچے جنت موجود ہے۔ **پھریرا** (اردو) جھنڈا' آنحضور ﷺ کی عظیم الشان سلطنت کا جھنڈا۔

مختصر تشریح: اے شاہِ کونین ﷺ! آپ کی شان و شوکت سلطنت و سطوت، عظمت و ہیبت، دبدبہ و قوت اس زمین پر بسنے والی مخلوق کیا جان سکے جبکہ آپ کی بلندی کی شان یہ ہے کہ آپ کی بادشاہت کا جھنڈا آسمانوں سے بھی بلند و بالا عرشِ اعظم پر لہرا رہا ہے۔ وہ عرشِ اعظم کہ بمطابق حدیث پاک ہفت آسمان عرش کے سامنے ایسے ہیں جیسے ایک ڈھال میں سات درہم رکھ دیئے جائیں اور یہ رفعت آپ کو آپ کے مالک حقیقی جَلَّ جَلَالُہٗ نے بخشی ہے۔

كما قَال فِی القُرآن المَجید: تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ط (سورة البقره آیت ٢٠٣)۔ و فی مقامِ آخر و رفعنالك ذكرك۔ (الآية) (سورة الم نشرح آیت ٤)

حدیث قدسی میں ہے: اذا ذُكِرتُ ذُكِرتَ مَعِی (السنة للخلال، ١/٢٦٢۔ فتح الباری ج ٨، ص ٧١٢، تحت قوله تعالیٰ ما ودعك رَبك و ما قولیٰ) **محبوب جہاں میرا ذکر وہاں وہاں تیرا (بھی) ذکر ہو گا۔ آپ کی عظمت کے جھنڈے تو بوقت ولادت باسعادت ہی عرش و فرش پر گاڑ دیئے گئے تھے۔ ایک کعبہ معظّمہ پر ایک بیت المقدس پر ایک بی بی آمنہ** رضی اللہ عنہا

کے مکان پر شرق وغرب میں آسمان وزمین کے مابین اور بیتُ المعمور پر بھی لگا دیا گیا تھا۔(بحوالہ ابن جوزی وامام سیوطی ومدارج النبوۃ ومواہب الدنیہ)

آسماں خوان، زمیں خوان، زمانہ مہمان
صاحبِ خانہ لقب کس کا ہے؟ تیرا تیرا

حلّ لُغات: **آسماں** (فارسی) آس اور ماں کا مجموعہ ہے۔ آس بمعنی چکی اور ماں بمعنی مانند، یعنی چکی کی مانند۔ **خوان** (فارسی) دسترخوان۔ **زمیں** (فارسی) دھرتی۔ **زمانہ** (فارسی) سارا جگ۔ **مہمان** (فارسی) وہ شخص جو کسی کے ہاں آ کر ٹھہرے۔ **صاحب خانہ** (فارسی) میزبان کو کہتے ہیں۔ **لقبْ** (عربی) ایسا نام جو کسی وصف خاص کی وجہ سے مشہور ہو جائے۔ **کس کا ہے** (اردو) استفہام اقراری کے طور پر بولا جاتا ہے، یعنی کس بندے کا یہ لقب ہے۔

مختصر تشریح: اے سرورِ عالم ﷺ! آسمان وزمین گویا آپ کے بچھائے ہوئے دسترخوان ہیں، ان پر موجود طرح طرح کی نعمتیں آپ کی طرف سے ضیافت ہیں اور سارا جہاں عرشی فرشی مخلوق مہمان ہے اور سارے لنگر مصطفیٰ ﷺ پر ہی پل رہے ہیں جو درحقیقت عطائے ربُ العزت جلّ جلالہٗ ہے۔ اس کائنات میں آسمان وزمین کی مخلوق کے میزبان کا لقب آپ کے ہی شایانِ شان ہے اور تو کسی کو نہیں جچتا، آنحضور ﷺ خود ابوالقاسم کنیّت کی وجہ بتاتے ہوئے فرماتے ہیں "اَنَا اُقَسِّمُ بَیْنَھُمْ۔ یعنی میں ان کے درمیان نعمتیں بانٹتا ہوں۔

نیز مواہب لدنیہ میں فرمانِ نبوی ﷺ ہے: اِنَّ اللّٰہَ یُعْطِیُ رِزقَ العَالَمِ وَاَنَا اُقَسِّمُ عَلَیْھِم اَرْزَاقَھُم۔ یعنی بے شک اللہ تعالیٰ سارے جہاں کا رزق عطا فرماتا ہے اور ان کے درمیان ان کا رزق میں تقسیم کرتا ہوں۔ نیز فرمایا اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ و خَازِنٌ واللّٰہُ یُعْطِیُ (بخاری ج ۱ ص ۴۳۹۔ قال ابن حجر یہ دو حدیثوں سے ماخوذ ہیں انما قاسم حدیث ابی ھریرۃ سے اور انما انا خازن حدیث معاویہ رضی اللہ عنہ سے ج ۶، ص ۲۱۸، فتح الباری تحت حدیث ۳۱۱۴)

یعنی گویا ؎

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم رزق اس کا دلاتے یہ ہیں

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالِکْ کے حبیب
یعنی محبوبْ و مُحبّ میں نہیں میرا تیرا

حلّ لُغات: **میں تو** (اردو) اس میں لفظ "تو" تتمیت وقطعیت کے لیے بولا جاتا ہے جیسے ہم تو، تم تو، یہ تو، وہ تو وغیرہ۔ **مالک** (عربی) مِلک رکھنے والا یہاں مراد ذاتِ پاک مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ **ہی** (اردو) حصر وتخصیص کے لیے بولا جاتا ہے۔ **کہ** (فارسی) تعلیل یعنی کسی چیز کی علّت (وجہ) بیَان کرنے کے لیے آتا ہے۔ **مالِک** (عربی) بادشاہ، ملک رکھنے والا، اس جگہ اس سے مالکِ حقیقی ذات واجبُ الوجود جل جلالہٗ مراد ہے۔ **محبوب** (عربی) جسے دوست رکھا جائے۔ **مُحِبْ** (عربی) جو دوست رکھنے والا ہو، پیار کرنے والا۔ **میرا تیرا** (اردو) ایک محاوراتی کلمہ ہے بمعنی بیگانگی کا مظاہرہ، جدائی والی بات کرنا۔

مختصر تشریح: اے میرے آقا ومولیٰ ﷺ! میں تو یقیناً آپ کو اپنا مالک ومختار ہی کہوں گا اور ہمیشہ آقا، سردار، مالک، مولیٰ، ملجا، ماوٰی بولتا ہی رہوں گا اور آقا آقا کی دُہائی دیتا رہوں گا۔ اس لیے کہ آپ ﷺ کی ذات والا صفات مالکِ حقیقی واحد قہار احکم الحاکمین جلّ جلالہ کی محبوب ذات ہے۔ مالک حقیقی آپ کا مُحبِّ حقیقی ہے اور آپ اس کے محبوبِ اعظم ہیں اوروں کو آپ کے طفیل ہی محبوبیت کی خُلعَت فاخرہ نصیب ہوئی ہے اور جب آپ مالکِ حقیقی کے محبوب اعظم ﷺ ٹھہرے تو اب ہمارے مالک ہی تو ہوئے۔ کیونکہ محبّ ومحبوب میں تیرا میرا ہوتا ہی نہیں، بے گانگی اور علیحدگی کی باتوں کا تصور بھی نہیں ہوتا ہے۔ یقیناً اس مالک حقیقی جلّ جلالہٗ نے اپنی ملک میں آپ کو آپ کی شان محبوبیت کے مطابق اختیارات عطا فرما رکھے ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ اُس کی مِلک حقیقی و قدیمی اور آپ کی مِلک عطائی ومجازی اور حادث ہے۔ بہرحال آپ بسبب محبوبیت مالک ومختار تو ٹھہرے ہیں، میں (غُلام) تو مالک ہی کہوں گا کیونکہ (مالک کا محبوب

بھی)، مالک ہی ہوتا ہے۔

تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا مُنہ کیا دیکھیں
کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کے تلوا تیرا

حلِّ لُغات: **قدموں میں** (اردو) انتہائی اکرام کے لیے بطور نیازمندی بولتے ہیں اور ''قدموں میں ہونا'' محاورِ مشہورہ ہے، یعنی کسی کی نگرانی یا صحبت خاص میں رہنا۔ **غیر کا منہ کیا دیکھیں** (اردو) اور کسی کا چہرہ کیوں تکیں، ''غیر کا منہ دیکھنا'' بھی اردو محاورہ ہے یعنی کسی دوسرے کی صورت دیکھنا اور اپنے آقا کے علاوہ دوسرے سے اُمیدیں لگائے رکھنا۔ **کون نظروں پہ چڑھے** (اردو) اب نگاہوں میں کون جچے گا، اردو محاورہ ہے ''نظروں پر چڑھنا''۔ یعنی پسند آنا، اچھا لگنا۔ **تلوا** (اردو) ایڑھی اور پنجہ کے درمیان والی پاؤں کی جگہ۔

مختصر تشریح: آپ سرکار ﷺ کے مبارک قدموں اور تلوؤں کی شان یہ ہے کہ جو آپ کے تلوؤں کا اسیر ہوا اور غلامی سرکار میں زندگی گزار رہا ہو اسے دنیا کے بڑے بڑے کرّ وفر والے حسینوں کے ظاہری چمکتے دمکتے چہرے دیکھنے کی ضرورت نہیں، تلواء محبوب دیکھنے والے کی آنکھوں میں اب کسی کا چہرہ کیا جچے گا۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور ہلال ابنِ اُمیہ ؓ اور مُرارہ ابن ربیع رضی اللہ عنہ غزوہ تبوک میں شریک نہ ہوئے تو آقا ﷺ نے سوشل بائیکاٹ فرمادیا۔ پچاس دن تک بائیکاٹ رہا، زمین اپنی وسعت کے باوجود انہیں تنگ نظر آنے لگی، صحابہ کرام ؓ نے بھی سلام کلام چھوڑ دیا، ایسے میں غسان کے بادشاہ نے قاصد بھیج کر اعلیٰ مرتبے کی پیش کش کی۔ ان حضرات نے فرمایا اس قاصد کے پیغام کو جلا کر رکھ دو اور غسان کے بادشاہ سے کہنا تمہارے اکرام و اعزاز دینے سے بھی ہمارے آقا ﷺ کی بے التفاتی کئی گناہ بہتر ہے، ہم پڑے تو انہی کے قدموں میں ہیں۔ (حدیث باب التوبہ، ریاض الصالحین، حدیث ۲۰)

بَحرِسَائِل کا ہوں سائل نہ کنویں کا پیاسا
خُود بُجھا جائے کلیجا مرا چھینٹا تیرا

حلِّ لُغات: بحر (عربی) دریا، سمندر سائل (عربی) جاری، بہنے والا۔ سیلان سے ماخوذ ہے بَحرِ سَائِل سے مراد سخاوت کا دریا جاری یعنی ذاتِ حبیبِ باری ﷺ۔ **سائل** (عربی) سأل سے اسم فاعل سوال کرنے والا مراد ہے، منگتا۔ **کُنویں** (اردو) اس سے اس جگہ مُراد دُنیا دار مالدار سخی لوگ۔ **بُجھا جائے** (اردو) ٹھنڈا کر جائے۔ **کلیجا** (اردو) جگر۔ **چھینٹا** (اردو) ہلکی پھوار (تھوڑی عطا بھی بہت ہے)۔

مختصر تشریح: آنحضور ﷺ پُرنور شافعِ محشر، ساقی کوثر ﷺ ایسا بہتا سمندرِ صفیں ہیں کہ پس میں آپ کا منگتا ہوں کسی دنیوی سخی کا منگتا نہیں ہوں۔ حضور ﷺ ''اَجوَدُ مِن البَحرِ السَائِلِ'' ہیں، ''اَجوَدُ النَّاسِ'' اور ''اَجُوَدُ مِنُ الرِیّحِ المُرُسَلَةِ'' ہیں۔ کمافی صحیحِ البخاری: (حدیث نمبر٦، صحیح بخاری) یعنی بہتے سمندر سے، چلتی ہواؤں سے اور تمامی لوگوں سے بڑھ کر بخشش وعطا فرمانے والے، ایسے سخی کا منگتا ان کے در کو چھوڑ کر اوروں کے پاس دھکے کیوں کھائے، اس لجپال کے فیض کا ایک ہی چھینٹا میرے آگ لگے کلیجے کو ٹھنڈا کرنے کے لیے کافی ووافی ہے۔

حکایت: مشہور ہے کہ ایک سید زادے سے حاتم طائی کے خاندان کے ایک بندے کی ملاقات ہوئی تو وہ کہنے لگا میرے جدِّ اعلیٰ کی سخاوت کا عالم یہ تھا کہ انہوں نے اپنے گھر کے سات دروازے رکھے ہوئے تھے، اگر ایک ہی سائل باری باری ساتوں دروازوں سے آتا تو حاتم طائی اسے مایوس نہ کرتے اور کچھ نہ کچھ ضرور دیتے تھے۔ یہ سن کر وہ سید زادے مسکرائے اور کہا ارے میرے نانا جان رحمت عالمیان ﷺ کی سخاوت یہ تھی کہ اگر سائل آیا اسے اتنا دیتے اتنا نوازتے کہ اسے بار بار آنے کی حاجت ہی نہ رہتی۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں دُرّ، بے بہا دیئے ہیں

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف

تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

حلِّ لُغات: **چور** (اردو) چوری کرنے والا، مجرم۔ **حاکم** (عربی) فیصلہ کرنے والا، قاضی بادشاہ۔ **یاں** (اردو) یہاں، اس جگہ۔ **خلاف** (عربی) اُلٹ، برعکس۔ **دامن میں چھپے** (اردو) پناہ لے۔ **انوکھا** (اردو) جُدا، نرالا، عجیب وغریب۔

مختصر تشریح: عام مشاہدہ یہی ہے کہ جو کسی کا نافرمان ہو وہ اس سے منہ چھپاتا پھرتا ہے، مقروض اپنے قرض خواہ سے، قاتل اپنے مقتول کے ورثاء سے وغیرہ وغیرہ۔ مگر اس کے برعکس یہاں کتنی عجب صورتحال ہے کہ ایسے مجرم جنہوں نے احکام شرع کی خلاف ورزی کر کے مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کی نافرمانی کا جرم کیا، کل قیامت میں بجائے حضور ﷺ سے چھپنے کے کوشش کریں گے کہ دامنِ مصطفیٰ ﷺ میں پناہ لے لیں اور میدانِ محشر میں پکڑنے والے فرشتوں سے بچ جائیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ دوسری جگہ فرماتے ہیں:

یا الٰہی جب پڑے محشر میں شورِ دَاروگیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

مولانا حسن رضا رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا:

ڈھونڈا ہی کریں صدرِ قیامت کے سپاہی
وہ کس کو ملے جو تیرے دامن میں چھپا ہو

آنکھیں ٹھنڈی ہوں جگر تازے ہوں جانیں سیراب

سچے سورج وہ دل آرا ہے اجالا تیرا

حلِّ لُغات: **آنکھیں ٹھنڈی ہوں** (اردو) آرام نصیب ہو جائے، دل مطمئن ہو جائے۔ **جگر تازے ہوں** (اردو) جگر تازہ ہونا محاورہ ہے، یعنی خوشی پا کر قلب وجگر کا باغ

باغ ہو جانا۔ **جانیں سیراب ہوں** (اردو) جانیں سیراب ہونا بھی اردو محاورہ ہے، مگر اس میں ''سیراب'' لفظ مُرکب ہے اور فارسی ہے، سیر بمعنی آسودہ اور آب بمعنی پانی، یعنی پیاسا پانی پا کر آسودہ ہو جائے۔ **سچے سورج** (اردو) اصلی آفتاب۔ **دل آرا** (فارسی) دل کو سجانے والا۔ **اُجالا** (اردو) روشنی۔

مختصر تشریح: اے آفتابِ فلکِ نبوت و ماہتابِ آسمانِ رسالت ﷺ آپ وہ اَصلی فیضانِ رُبوبیت سے مالا مال سورج ہیں جس کی روشنی اور چمک دمک اجالوں کا ذریعہ عظیمہ ہے۔ آپ کا دیدار فیض آثار کرنے والی آنکھیں نور سے ٹھنڈی ہوتیں اور جلے جگر تازے ہو جاتے اور تڑپتی پھڑکتی پیاسی جانیں سیراب ہو جاتیں اور امید کی ختم ہوتی کرنیں دوبارہ بحال ہو جاتی ہیں۔ اس جہان میں بھی آپ کی زیارت باعث سعادت مُردہ دلوں کو جلانے والی، اُس جہان میں آپ کی زیارت وشفاعت جہنم سے بچانے اور جنت دلانے والی اور برزخ میں آپ کا رُخِ پُر انوار اور جمالِ جہاں آراء کی روشنی قبر کو باغِ جنت بنانے والی ہے۔ آسی نے کیا خوب کہا:

آج کفن میں پھولے نہ سمائیں گے آسی
آج کی رات ہے دولہا کی زیارت کی رات

دلِ عَبَث خوف سے پتّا سا اُڑا جاتا ہے

پلّہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسا تیرا

حلِّ لُغات: **عَبَث** (عربی) بیکار۔ **خوف** (عربی) آئندہ آنے والی بات کا ڈر۔ **پتّا** (اردو) کسی بھی درخت کا ہرا یا سوکھا پتہ۔ **پلّہ** (اردو) ترازو کا پلڑا، یہاں میزانِ عمل کا پلہ (پلڑا) مراد ہے جو کل قیامت میں اعمال تولنے کے لیے قائم ہوگا۔ **بھروسا** (اردو) آسرا، سہارا، اعتبار، امید۔

مختصر تشریح: انسان کا دل کل قیامت میں اعمال کے تولے جانے کے ڈر سے بے فائدہ پتّوں کی طرح اُڑ رہا ہے ایک انجانے خوف نے ڈرا رکھا ہے۔ میرے اعمال کا

پلڑا اگرچہ ہلکا ہی ہے کہ بتقاضائے بشریت اعمال میں کوتاہی غالب رہی ہے مگر اعمال کا پلڑا ہلکا ہونے کے باوجود سرکار ﷺ کی شفاعت کا بھروسا بہت بھاری ہے۔ اعتقاد کامل اور بھاری بھروسا ضرور رنگ لائیں گے۔

ایک وجہ اس کامل بھروسا کی یہ بھی ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ! جب آپ کے رب نے ''وَ لَسَوۡفَ یُعۡطِیۡكَ رَبُّكَ فَتَرۡضٰی'' (سورۃ والضحیٰ آیت ۵) کی خوشخبری سے نوازا تو آپ نے عرض کی ''اِذًا لَا اَرۡضٰی وَ وَاحِدٌ من اُمَّتِي فِی النَّارِ'' (تفسير جلالين تحت قوله تعالیٰ ولسوف يعطيك ربك الخ و رواه الخطيب جی تلخيص المتشابه) یعنی اے پروردگار! اگر تو عنقریب مجھے راضی کرنے والا ہے تو میں تو اس وقت راضی ہوں گا جب میری اُمّت بخشی جائے گی۔ اور آقا! آپ ہی کا فرمانِ شفاعت نشان ہے ''شَفَاعَتِی لِاَھۡلِ الکَبَائِرِ مِنۡ اُمَّتِی'' (عن انس بن مالك) (مسند احمد، انس بن مالک، 213/3، مستدرک، کتاب الایمان)

گویا گناہگاروں کے لیے کل قیامت کے میدان کی گرمی میں آپ کا سایہ شفاعت اور ابر شفاعت بہت بھاری بُھروسے کا کام کرے گا۔

ایک میں کیا میرے عِصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سَو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

حلّ لُغات: **ایک میں کیا** (اردو) اکیلے میری ہی کیا بات ہے بلکہ گویا سب **عِصیاں** (عربی) نافرمانیاں۔ **حقیقت** (عربی) اصلیت وحیثیت۔ **مجھ سے** (اردو) میرے جیسے۔ **سو لاکھ** (اردو) ایک کروڑ لیکن یہاں مبالغۃً فرمایا یعنی بیشمار و لاتعداد۔ **کافی** (عربی) کفایت کرنے والا۔ **اشارہ** (عربی) اسے اردو میں اشارہ ہی بولتے ہیں۔

مختصر تشریح: آقا' یا رسول اللہ ﷺ! ایک میرے جیسا ادنیٰ اُمّتی اور اس کے گناہوں کی حیثیت ہی کیا ہے۔ اگر میدانِ محشر میں میرے جیسے اَن گنت افراد کے لیے

بھی اِشارہ شفاعت ہو گیا تو سب کو کافی ہوگا۔ اگر سرکار ﷺ نے فرما دیا کہ انہیں جنت میں جانے دو تو فرشتوں کی کیا مجال ہوگی کہ وہ پکڑ دھکڑ کریں اور جہنم میں ڈالیں۔ گویا خلقت تو محبوب کے اشارے کی منتظر ہوگی۔ ایک انگلی کا اشارہ بیڑا پار لگا دینے کیلئے کافی ہوگا بلکہ حدیث پاک میں ہے کہ ''ابوالبشر آدم اور ان کے ماسوا سب خلق حضور ﷺ کے جھنڈے کے نیچے ہوگی ''بيدی لواء الحمد آدم ومن دونه تحت لوائی''۔ (رواہ الحاكم و الطبرانی)

نیز یہ بھی فرمایا کہ ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام کو بھی میدانِ محشر میں حضور ﷺ کی نظر کرم کی توقع ہوگی۔

اعلیٰ حضرت نے کیا خوب کہا:

ما و شما تو کیا خلیل جلیل کو
کل دیکھنا اُن سے توقع نظر کی ہے

مُفت پالا تھا' کبھی کام کی عادت نہ پڑی
اب عمل پوچھتے ہیں' ہائے نِکَمّا تیرا

حلّ لُغات: **مُفت** (فارسی) بلا قیمت' بے محنت۔ **پالا تھا** (اردو) پرورش کی تھی۔ کبھی (اردو) کسی وقت' ہرگز۔ ہائے (اردو) افسوس کا کلمہ' کلمۂ تاسُّف۔ نِکَمّا (اردو) بیکار۔

مختصر تشریح: آقا! آپ چونکہ دو جہان کے خزانوں کے باذن پروردگار مالک ومختار ہیں اور ربّ معطیٔ نعمت اور آپ قاسمِ نعمت ہیں۔ آپ کے عطا کردہ ٹکڑوں پر میں تو ہمیشہ ہی مُفت پلتا رہا ہوں۔ عبادت' ریاضت ومحنت شاقہ کی عادت ہی نہ پڑی ہے۔ اب پسِ مرگ نکیرین اور کل قیامت میں سرِ میزان عمل کی پُرسش ہو رہی ہے۔ اے اپنی اُمّت پر رؤف ورحیم آقا ﷺ! اب آیئے اور اپنے اس مفت پلنے والے اُمتی کی دستگیری

فرمایئے اس لیے کہ اگرچہ مجرم ہوں، نکما و ناکارہ ہوں مگر آپ ہی کا ہوں اور آپ تو غیروں کو سینے سے لگانے والے ہیں، میں تو پھر بھی آپ کا اپنا ہوں "نکما تیرا" نے شعر میں چار چاند لگا دیئے ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یہی عاجزی دربارِ غوثیت میں یوں کی ہے ؎

مجھ کو کوئی نکما بھی کہے تو یوں ہی نا
ہاں وہ رِضا وہ نکما تیرا

تیرے ٹکڑوں سے پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

حلِّ لُغات: **ٹکڑوں** (اردو) ٹکڑا کی جمع، روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے، نِوالے۔ **غَیر** (عربی) بیگانہ۔ **ٹھوکر** (اردو) پاؤں کی ضرب لگانا۔ **نہ ڈال** (اردو) ڈالنا سے نہی کا صیغہ یہاں التجاء کے انداز پر نہی کی جارہی ہے گویا منت سماجت کی جاتی ہے۔ **جھڑکیاں** (اردو) جھڑکی کی جمع بمعنی ملامت، پھٹکار، دھتکار وغیرہ۔ **صَدقہ** (عربی) خیرات، بمعنی خیرات اور بسکون دال صدقہ بمعنی وسیلہ ہے۔

مختصر تشریح: اے مہربان نبی ﷺ! آپ کے عطا کردہ ٹکڑوں پہ پلنے والے غلام کو ہرگز غیروں کی ڈانٹ ڈپٹ کے حوالے مت کرنا، وگرنہ جھڑکیاں کھا کھا کے مر جائیں گے، بس ہمیں تو اپنے در کا منگتا بنائے رکھیں اور ان کریمانہ ٹکڑوں کے مزے لے لیے ہیں تو اب ہمارے اندر دوسروں کی غلامی کرنے کی ہمت ہی کہاں ہے۔

خوار و بدکار، خطا وار و گنہگار ہوں میں
رافع و نافع و شافع لقب آقا تیرا

حلِّ لُغات: **خوار** (فارسی) ذلیل و رسوا۔ **بدکار** (فارسی) بُرے کام کرنے والا۔ **خطاوار** (فارسی) قصور وار۔ **گنہگار** (فارسی) گناہ کرنے والا، مجرم، نافرمان (ان کے درمیان لکھا ہوا "واؤ" پڑھنے میں نہیں آئے گا) **رافع** (عربی) بلندی بخشنے والا۔ **نافع**

(عربی) نفع دینے والا۔ **شَافع** (عربی) شفاعت کرنے والا (انکے درمیان لکھا جانے والا "واؤ" پڑھنے میں نہیں آئے گا) **لَقَب** (عربی) وہ مخصوص نام جو کسی خاص خوبی کی وجہ سے مشہور ہو گیا ہو جیسے آقا ﷺ کے لیے یہی رافع، نافع، شافع وغیرہا۔

مختصر تشریح: اے کریم! مجھے بسروچشم تسلیم ہے کہ ذلیل و رسوا، گنہگار و خطاکار ہوں مگر آپ تو رافع، نافع، شافع کا لقب پانے والے ہیں، جاہِ ذلت میں پڑے ہوئے کو رفعت بخش دیں، بدعملیوں کے سبب خسارہ اٹھانے والے کو نفع عطا فرما دیں اور کل قیامت میں پھنسنے والے کو شفاعت کی دولت بے بہا سے نواز دیں تاکہ بگڑی بن جائے، اور آئی مصیبت ٹل جائے۔

میری تقدیر بُری ہو تو بَھلی کر دے کہ ہے
محو و اثبات کے دفتر پہ کڑوڑا تیرا

حلِّ لُغات: **تقدیر** (عربی) قسمت، نصیب۔ **بُری** (اردو) نکمی۔ **بَھلی کردے** (اردو) اچھی بنا دے۔ **کہ** (فارسی) علّت بیان کرنے کے لیے مستعمل ہے، یہاں بھی بُری تقدیر کو بھلی بنانے کی علت بیان کر رہا ہے کہ سرکار کو یہ قدرت حاصل ہے۔ **محو** (عربی) مٹانا۔ **اِثبات** (عربی) کسی چیز کو ثابت رکھنا، برقرار رکھنا۔ **دَفتر** (فارسی) حساب کتاب کا مجموعہ۔ یہاں محو و اثبات کے دفتر سے مراد "لوح محفوظ" ہے۔ **کڑوڑا** (اردو) اختیار، طاقت۔

مختصر تشریح: اے مومنوں پر رؤف و رحیم! آپ بعطائے الٰہی اچھی بُری تقدیر کو بدلنے پر قدرت رکھتے ہیں۔ اگر میری تقدیر بُری لکھی ہو تو اچھی کر دیجئے۔ یاد رہے ربُّ العزت جَلَّ مجدہٗ کی حقیقی شان ہے۔ "یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ (الرعد آیت ۳۹)۔ اللہ جو چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے۔ (ترجمہ کنز الایمان) اللہ تعالیٰ کی شانوں کا مظہر اتم حضور اکرم ﷺ بھی "لوحِ محفوظ" پر نگاہِ نبوت بھی رکھتے ہیں اور اثبات و محو کی قدرت بھی مجازاً و عطاءً رکھتے ہیں، بلکہ محبوب کے صدقے آپ کے لختِ جگر

غوثِ اعظم بھی ''لوحِ محفوظ'' پر نظر رکھتے ہیں اور قضائے مشابہ مبرم کو اپنی دعا سے بدلنے پر قدرت رکھتے ہیں۔ اس ''تقدیر'' کے مسئلہ کی تفصیل کیلئے ''بہارِ شریعت'' حصہ اُولیٰ اور ''مکتوبات امام ربانی'' ملاحظہ کیجئے تاکہ معلوم ہو سکے کہ آقا تو آقا آپ کے غلاموں کی کیا شان ہے؟

یہ شان ہے خدمت گاروں کی
سردار کا عالم کیا ہو گا

تو جو چاہے تو ابھی مَیل میرے دل کی دُھلیں
کہ خُدا دِل نہیں کرتا کبھی مَیلا تیرا

حلِّ لُغات: **مَیْل** (اردو) بدن پر جم جانے والی مٹی اور رنج وغم وغیرہ کو کہتے ہیں، اول معنیٰ پر گناہوں کے سبب دل پر لگ جانے والی میل نما سیاہی مراد ہوگی اور ثانی معنی واضح ہے۔ **دُھلیں** (اردو) صاف ہو جائیں، دُھلنا سے، لازمِ مصدر ہے۔ **کہ** (فارسی) علّت کے بیان کیلئے مستعمل ہے۔ **دل میلا کرنا** (اردو) رنج میں ڈالنا، محبوب کا دل خدا میلا نہیں کرتا، یعنی رنج میں نہیں ڈالتا۔

مختصر تشریح: اے محبوب ﷺ! آپ کی مرضی ہو تو میرے دل کے گناہوں کے میل بھی دُھل جائیں اور رنج وغم کے بادل بھی چھٹ جائیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی چاہت رد فرما کر آپ کا مہربان مولا آپ کے قلب پاک کو رنج میں نہیں ڈالتا۔

حدیث پاک میں ہے کہ حضور ﷺ کی خدمت سراپا عظمت میں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عرض کرتی ہے یا رسول اللہ ﷺ! میں دیکھتی ہوں کہ آپ ﷺ کا رب آپ کی چاہت پوری کرنے میں بڑی جلدی فرماتا ہے۔ کمافی الترمذی۔

کس کا منہ تکیئے کہاں جایئے کس سے کہیے
تیرے ہی قدموں پہ مٹ جائے یہ پالا تیرا

حلِّ لُغات: **کس کا منہ تکیئے** (اردو) اپنی آرزو لے کر کس کی صورت تکتے رہیں۔ **کہاں جایئے** (اردو) کدھر جائیں۔ **کس سے کہیے** (اردو) اپنی عرض کس سے بیان کی جائے ہماری کون سنے، کون فریاد رس ہے۔ کون دکھی دلوں کی سننے والا ہے۔ **تیرے ہی قدموں پہ مٹ جائے** (اردو) آپ کے قدموں پر مر مٹے، قربان ہو جائے۔ **پالا تیرا** (اردو) آپ کا پرورش کیا ہوا غلام۔

مختصر تشریح: یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کا غلام کس کا منہ دیکھتا رہے اور اپنی فریاد کے لیے کسے فریاد رس بنائے اور کدھر کا رُخ کرے، ان مصیبتوں سے بہتر ہے کہ آپ کے قدموں میں جان دیدے تو اس کا کام ہو جائے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا!

جان دیدوں وعدہ دیدار پر
نقد اپنا دام ہو ہی جائے گا

تو نے اسلام دیا تو نے جماعت میں لیا
تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عَطِیَّہ تیرا

حلِّ لُغات: **اِسْلام** (عربی) لفظی طور پر مصدر ہے بمعنی سرِتسلیم خم کرنا، ماننا، جُھکنا مراد یہاں دین اسلام ہے۔ **جماعت** (عربی) گروہ، سوادِ اعظم، یہاں اہل سنت و جماعت کا طریقہ حقّہ مُراد ہے۔ **کریم** (عربی) بخشش فرمانے والا۔ **پھرتا ہے** (اردو) لوٹتا ہے۔ **عَطِیَّہ** (عربی) عطا کی گئی چیز، نعمت، تحفہ۔

مختصر تشریح: آقا ﷺ آپ بانی اسلام ہیں، آپ ہی نے ہمیں دین اسلام عطا کیا، آپ علیہ السلام نے ہمیں اپنی امت کے تہتر فرقوں کی تعداد بتلائی اور آپ ہی نے ان

میں سے ''مَا اَنَا عَلَیۡہِ وَ اَصۡحَابِی'' (حدیث صحیح البخاری) فرما کر ''فرقہ ناجیہ'' کی نشاندہی فرمائی۔ آپ کے صدقے ہمیں دین اسلام کا نجات پانے والا گروہ ''اہل سنت و جماعت'' ملا۔ اہل اللہ نے ہر زمانے میں ''فرقہ ناجیہ'' کی تعبیر اہل سنت و جماعت سے فرمائی اور یہی اہل حق ہیں۔ اب اسلام اور جماعتِ حقّہ سرکار کا عطیہ ہے' کریم بے استحقاق عطا فرما کر اپنا عطیہ واپس لے لے اس کی توقع نہیں' اس لیے ہمیں لو لگی ہے کہ اسلام اور جماعت کا دامن ہمارے ہاتھ سے تا دمِ مرگ نہیں چھوٹے گا اور اس پر استقامت ہماری کامیابی کی ضمانت ہوگی۔

موت سُنتا ہوں سِتم تلخ ہے زہرابہ ناب
کون لا دے مجھے تلوؤں کا غسالہ تیرا

حَلِّ لُغّات: **موت** (عربی) زندگی کی ضِد۔ **سِتَم** (فارسی) ظُلم۔ **تَلۡخ** (فارسی) کڑوا، **ستم تلخ** بمعنی بہت شدید کڑوی' آزمائش کڑی' ظلم نہیں کہہ سکتے، کیونکہ رب کریم کا کوئی فعل ظلم نہیں ہے۔ **زہرابہ** (فارسی) اصل میں یہ لفظ مرکب ہے **زَہر** اور **آبۡ** سے یعنی زہریلا پانی۔ اس کے آخر میں ''**ہائے مختفی**'' لگا دی ہے' ہائے مُختفی وہ ہاء کہلاتی ہے جو اپنے سے پہلے حرف پر حرکت ظاہر کرے اور خود اسے واضح کر کے نہ بولا جائے' اس کی وجہ سے آب کی ''ب'' پر زبر پڑھیں گے۔ **ناب** (فارسی) **اصلی**۔ زَہۡرَابہ نَابۡ بمعنٰی اصلی خالص زہریلا پانی مُراد ہوگا۔ **کون لا دے مجھے** (اردو) یعنی مجھے کوئی لا کر دے۔ **تلوؤں** (اردو) تلوا کی جمع' ایڑی اور پنجے کی درمیانی جگہ۔ **غُسالہ** (عربی) دُھووَن اعضاءِ جسمیہ کے دُھلنے کے بعد وہ مستعمل پانی جمع کر لیا گیا ہو تو اسے غُسالہ کہتے ہیں۔

مختصر تشریح: اے ماہِ مبین ﷺ! اکثر و بیشتر سنتا ہوں کہ موت کا جام بڑا ہی کڑوا ہے اور گویا خالص زہریلے پانی کی طرح شدید کڑوا اور تلخ ہے۔ اس سے راہِ فرار تو حاصل نہیں ہو سکتی اب اگر اس جام کو میٹھا کرنا ہے تو اس کی ایک ہی تدبیر ہے کہ مجھے آپ سرکار ﷺ کے مبارک تلوؤں کا کوئی شخص دُھووَن لا کر دے دے تا کہ موت کی تلخی

مٹھاس میں تبدیل ہو جائے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے ؎

جن کے تلووں کا دھوون ہے آب حیات
ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبی

دُور کیا جانیے بدکار پہ کیسی گزرے
تیرے ہی دَر پہ مرے بے کس و تنہا تیرا

حَلِّ لُغّات: دور (فارسی) زیادہ فاصلہ یا زیادہ عرصہ۔ **بَدکار** (فارسی) بدچلن۔ **پہ** (اردو) پر کا مُخفَّف۔ **دَرۡ** (فارسی) دروازہ' دربار' درگاہ' **بیکَس** (فارسی) بے یار و مددگار۔ **تَنۡہا** (فارسی) اکیلا۔

مختصر تشریح: یا رسول اللہ ﷺ! آپ سے دور رہ کر نہ جانے مجھ پر کیا کیا آفتیں آئیں۔ اس بدکار کو خود ہی نبھا لیجئے اور آپ کی درگاہ بیکس پناہ پر مرمٹوں تا کہ شاد کام ہو جاؤں کما فی الحدیث مَنِ اسۡتَطَاعَ مِنۡكُمۡ أَنۡ يَمُوتَ بِالۡمَدِينَةِ فَإِنِّي أَشۡفَعُ لِمَنۡ مَاتَ بِهَا۔ (السنن الکبری للنسائی:۲/۳۸۲، الاستیعاب:۴/۱۸۵۹)

تیرے صدقے مجھے اِک بوند بہت ہے تیری
جس دن اچھوں کو ملے جَام چھلکتا تیرا

حَلِّ لُغّات: **تیرے صدقے** (اردو) آپ پر قربان۔ **اِکۡ** (اردو) ایک کا مخفف۔ **بُوۡنۡد** (اردو) قطرہ۔ **اَچھوں** (اردو) اچھا کی جمع' متقی لوگ۔ **جَام** (فارسی) پیالہ۔ **چَھلَکۡتَا** (اردو) لبالب بھرا ہوا۔

مختصر تشریح: آقا! آپ کی ذات والا صفات پر یہ نکما غلام قربان جائے۔ کل قیامت میں جب دستِ کرم سے ''کوثر'' کے چھلکتے جام بٹ رہے ہوں گے اور آپ کے فرمانبردار اور پرہیزگار غلام انہیں پی رہے ہوں گے' ایسے میں مجھ گنہگار و سیاہ کار کو ایک

بوند بھی مل جائے تو میرا بیڑا پار ہوگا۔

حرم و طیبہ و بغداد جدھر کیجئے نگاہ
جُوت پڑتی ہے تری نُور ہے چھنتا تیرا

حلِّ لُغات: حرم (عربی) مکہ مکرمہ مراد ہے۔ طَیْبَہ (عربی) مدینہ منورہ کا نام نامی ہے۔ بغْدادُ (فارسی) اصل میں بَاغِ دَادْ تھا۔ کثرت استعمال سے الف ساقط کر کے بغداد لکھنے پڑھنے لگ گئے۔ اس کا معنی ہے انصاف کا باغ۔ مشہور ہے کہ اس جگہ ایک عادل بادشاہ کی عدالت سجتی تھی اور اس سے مراد نوشیروان بادشاہ لیا گیا ہے۔ جبکہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحقیق پر اسے عادل ہی قرار دیا ہے اور اعلیٰ حضرت مجدد اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے نوشیروان کو بادشاہِ ظالم قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔
جُوت (اردو) عکس، روشنی۔ نور ہے چھنتا (اردو) نور نکلتا ظاہر ہوتا نظر آتا ہے۔

مختصر تشریح: اے جانِ عالم ﷺ آپ ﷺ چونکہ نورِ اَزَلی و نورِ وَحدت کا فیض اَوّل و فَیض اَتم ہیں۔ ساری کائنات آپ سے چمک رہی ہے۔ حرم مکی یا حرم مدنی دونوں میں آپ کی نورانیت کے جلوے بکھرے ہوئے ہیں۔ اسی طرح بغدادِ مُعلّٰی میں بھی سرکار نور مجسم ﷺ کی جُوت ہی پڑ رہی ہے کیونکہ " سِرَاجاً مُنیراً، تو وہی ہوسکتا ہے کہ خود چمکا ہوا ہو اور دوسروں کو چمکا دے "اوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوری اور "اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ و کُلُّ الخَلَائِقِ من نُوْرِی کا تقاضا یہی ہے کہ آپ ہی کے جلوے چمن چمن موجود ہوں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

اُنھی کی بُو مَایہِ سمن ہے اُنھی کا جلوہ چمن چمن ہے
اُنھی سے گلشن مہک رہے ہیں اُنھی کی رنگت گلاب میں ہے

تیری سرکار میں لاتا ہے رِضا اس کو شفیع
جو میرا غَوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

حلِّ لُغات: سرکار (فارسی) شاہی عدالت۔ لاتا ہے (اردو) پیش کرتا ہے، حاضر کرتا ہے۔ رِضا (عربی) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی کا ایک جز، جسے آپ بطور شاعرانہ حیثیت "تخلص" کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ اعلیٰ درجہ کی تحقیق پر لفظ "رِضا" ہے۔ اکثر لوگ "رَضا" پڑھتے ہیں جسے غلط العام ہونے کی وجہ سے مسترد تو نہیں کیا جا سکتا بہرحال درست لفظ رِضاء ہی ہے۔ شفیع (عربی) شفاعت و سفارش کرنے والا۔
غَوْث (عربی) فریادرس۔ لاڈلا (اردو) پیارا۔ بیٹا (اردو) فرزند

مختصر تشریح: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کی ذات والا صفات جس طرح بارگاہِ خداوندی میں ہم گناہگاروں کا وسیلہ و سہارا ہے اسی طرح آپ کے دربار گوہر بار میں آپ کا غلام "احمد رضا" آپ کے لاڈلے بیٹے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ (حضور ﷺ کی اولاد میں سے ہیں) کو پیش کرتا ہے سید ہونے کی بنا پر۔

اس شعر میں "میرا غوث" اور "لاڈلا بیٹا تیرا" میں عجیب تر تعریف بھی ہے اور پُرلطف فریاد بھی ہے جس کی لذت کو اہل محبت محسوس کر سکتے ہیں۔

وصلِ دوم

درمنقبت آقائے اکرم حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ

وَاہ کیا مرتبہ اے غَوث ہے بالا تیرا
اُونچے اُونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

کیا دَبے جِس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا
شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کُتّا تیرا

تو حُسینی حَسنی کیوں نہ مُحیِ الدِّیں ہو
اے خِضر! مُجمعِ بَحرَین ہے چشمہ تیرا

قَسمیں دَے دے کے کِھلاتا ہے پلاتا ہے تُجھے
پیارا اللہ تِرا چاہنے والا تیرا

مُصطفیٰ کے تنِ بے سایہ کا سایہ دیکھا
جس نے دیکھا میری جاں جلوہ زَیبا تیرا

اِبن زَہرا کو مُبارَک ہو عَروسِ قُدرت
قادری پائیں تصَدُّق مرے دولہا تیرا

کُیوں نہ قاسِم ہَو کہ تو اِبنِ اَبی القاسم ہے
کیوں نہ قادِر ہو کہ مُختار ہے بابا تیرا

نَبَوی مِینہ، عَلَوِی فَصل، بَتُولی گُلشن،
حَسَنی پھول حُسَینی ہے مَہکنا تیرا

نَبَوی ظِلّ، عَلَوی بُرج، بَتُولِی مَنزل
حَسَنی چاند، حُسینی ہے اُجالا تیرا

نَبَوی خُور، عَلَوی کُوہ، بَتُولِی مَعدَن
حَسَنی لَعل، حُسینی ہے تَجلّا تیرا

بَحر و بر، شہر و قُری، سَہل و حزن، دشت و چمن

کون سے چَک پہ پہنچتا نہیں دعویٰ تیرا

حُسنِ نیت ہو خَطا پھر کبھی کرتا ہی نہیں
آزمایا ہے یگانہ ہے دوگانہ تیرا

عرضِ احوال کی پیاسوں میں کہاں تاب مگر
آنکھیں اے ابر کرم تکتی ہیں رستا تیرا

موت نزدیک گناہوں کی تہیں میل کے خول
آ بَرَس جا کہ نہا دھولے یہ پیاسا تیرا

آبُ آمَدُ وہ کہے اور میں تیمّم برخاست
مُشتِ خاک اپنی ہو اور نُور کا اہلا تیرا

جان تو جاتے ہی جَائے گی قیامت یہ ہے
کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا ہے نظّارَہ تیرا

تُجھ سے در، در سے سَگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

اس نشانی کے جَو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹّا تیرا

مَیری قسمت کی قسم کھائیں سَگانِ بغداد
ہند میں بھی ہوں تو دیتا رہوں پہرا تیرا

تیری عزت کے نثار اے میرے غیرت والے
آہ صد آہ کہ یوں خوار ہو بروا تیرا

بد سہی، چور سہی، مجرم و ناکارہ سہی
اے وہ کیسا ہی سہی ہے تو کریما تیرا

مُجھ کو رُسوا بھی اگر کوئی کہے گا تو، یو ں ہی
کہ وہی نا وہ رِضا بندہ رُسوا تیرا

ہیں رِضا یُوں نہ بِلک تو نہیں جیّد تو نہ ہو
سیدِ جیدِ ہر دَہَر ہے مولا تیرا

فخرِ آقا میں رِضَا اور بھی اِک نَظمِ رَفیع
چل لکھا لائیں ثناء خوانوں میں چہرہ تیرا

وَاہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اُونچے اُونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

حلِّ لُغات: واہ کیا (اردو) یہ کلمہ تحسین ہے اس کی وضاحت پہلی نعت کے پہلے مصرعہ میں گذر چکی ہے۔ مَرتبَہ (عربی) درجہ، مقام۔ اَے غوث (اردو) اے بمعنٰی یا، حرفِ ندا ہے اور غوث بمعنی فریادرس، ولائت کے درجوں میں سے ایک درجہ ہے جو نہایت بلند و بالا درجہ ہے۔ سرکار شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا لقب بھی ہے۔ اے فریاد کو پہنچنے والے کہہ کر اپنا عقیدہ بھی بیان کر دیا کہ اہل اللہ حیات ظاہری و برزخی دونوں میں فریادیوں کی پکار سنتے اور مدد فرماتے ہیں۔ اونچے اونچوں (اردو) بلند مرتبہ لوگوں۔ سَروں (اردو) سَر کی جمع۔ قدم (عربی) پاؤں۔ اَعلیٰ (عربی) بلندترین۔

مختصر تشریح: اے غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ! آپ کے مقام و مرتبے کے کیا کہنے، ادنیٰ تو ادنیٰ اونچے اونچوں کے بلند و بالا سروں سے بھی آپ کا قدم بلند و بالا ہے۔ آپ نے بالہامِ خدا و باذنِ مصطفیٰ ﷺ برسرِ منبر خود ہی تو یہ فرمایا:
"قدمی ھذہٖ علیٰ رقبۃِ کُلِّ ولّیِ اللہ"، یعنی میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔

سر بَھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

حلِّ لُغات: بَھلا (اردو) کلمہ تعجب۔ کیا کوئی جانے (اردو) کوئی نہیں جان سکتا۔ اولیاء (عربی) ولی کی جمع بمعنی اللہ کے دوست لوگ۔ تلوا (اردو) پاؤں کا نچلا حصہ کما مَرَّ۔

مختصر تشریح: اے غوثِ اعظم! آپ کے مبارک تلوے کی یہ شان ہے کہ اسے اپنے سر اور آنکھوں پر لینا اولیاء فخر سمجھتے ہیں تو آپ کے سر اقدس کی شان کیا ہو گی جس میں اللہ و رسول ﷺ کی محبت سمائی ہوئی ہے۔ یہ وجہ ہے کہ خواجہ خواجگان معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تھا: بل قَدَمَاكَ علی راسِی و عَلیٰ عَیْنِی۔

واقعہ: امام الاولیاء غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے جب بحکم خدا و مصطفیٰ ﷺ "قَدَمِی ھٰذِہٖ عَلیٰ رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ" کا اعلانِ عام فرمایا تو اس وقت محفل میں موجود تمام اولیاء اٹھے اور انہوں نے اپنی گردنیں آپ کے پاؤں کے نیچے رکھ دیں۔ عرب و عجم میں موجود اولیاء نے لبّیک کہا اور خُواجہ صاحب اس وقت خُراسان کی پہاڑیوں میں محوِ عبادت تھے انہوں نے اپنی گردن جُھکا دی اور کہا "بل قَدَمَاكَ علی راسِی و علیٰ عینی" اوروں کی گردن پر اور معین الدین کے سر اور آنکھوں پر۔ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا سید غیاث الدین کا بیٹا سبقت کر گیا۔ عنقریب اللہ تعالیٰ اُسے ملک ہند کی ولایت سے سرفراز فرمائے گا۔

کیا دَبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا
شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کُتّا تیرا

حلِّ لُغات: کیا دبے (اردو) نقصان نہ اٹھائے، مغلوب نہ ہو۔ حمایَتُ (عربی) طرفداری کرنا، نگہبان ہونا، پَنجہ (اردو) ہاتھ۔ شیر (اردو) مشہور درندہ ہے جسے جنگل کا بادشاہ تسلیم کیا گیا ہے۔ خطرے میں لاتا نہیں (اردو) یعنی پرواہ تک نہیں کرتا۔ کُتّا (اردو) ایک درندہ جو وفاداری میں مشہور ہے۔

مختصر تشریح: اے عظیم رب کے عظیم بندے! جس غلام کے سر پر آپ کا دستِ حمایت سایہ کناں ہو اور جسے آپ کی دستگیری و طرف داری حاصل ہو اور جس کی نگہبانی جناب فرماتے ہوں وہ تو آپ کی درگاہ کا کُتّا ہوا اور آپ کے کسی وفادار کُتّے کو دنیا کے کسی نام نہاد شیر سے کیا ڈر ہو سکتا ہے۔ غلام غوثِ پاک کا پلہ بھاری ہی رہتا ہے بشرطیکہ سچا قادری بن کر دکھائے پھر کوئی بھی بدعقیدہ اسے دبا نہیں سکتا۔ وگرنہ محض قادری کہلانا اسے کام نہ دیگا اور دنیا دھوکے کی سرائے ہے، قبر و حشر میں پھنس جائے گا، سچا قادری ہو گا تو اگرچہ دُنیوی لحاظ سے کمزور و غریب ہی کیوں نہ سہی بڑے بڑے نام نہاد شیر بننے اور کہلانے والے اس کی تقریر و تحریر سے خوف کھائیں گے۔ اس کے آگے دم دبا کر بھاگ

جانے میں عافیت سمجھیں گے۔ خدا غلامانِ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو ہمت و استقامت عطا فرمائے۔ نام نہاد غلامی کے دعوے دار بہت ہو گئے ہیں۔

تو حُسینی حَسنی کیوں نہ مُحیِ الدّیں ہو

اے خِضر! مَجمعِ بَحرَین ہے چَشمہ تیرا

حَلِّ لُغَّات: حُسَیْنِیْ حَسَنِیْ (عربی) آپ سرکارِ بغداد رحمۃ اللہ علیہ نجیبُ الطّرفین ہیں۔ اپنے والدِ گرامی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے حسنی اور والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا کی طرف سے حسینی سید ہیں یعنی امام حسن مجتبیٰ ابن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آپ کے دادا جان اور امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ آپ کے نانا جان ہیں۔ اس رشتہ سے مولائے کائنات رضی اللہ عنہ آپ کے دادا اور نانا ہوئے جبکہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے جدِّ اعلیٰ ٹھہرے۔ مُحّیٖ (عربی) اس کا معنی ہے زندہ کر دینے والا، **محی الدین** بمعنی اپنے کارناموں سے گویا دین کو جِلا بخشنے والا۔ اِحیاء کی اصل نسبت تو مالکِ حقیقی جَلَّ جَلَالُہٗ کی طرف ہی ہو گی، مجازاً غوثِ پاک کی طرف کی گئی ہے۔ آپ کا یہ لقب معروف ہے۔ خِضرُ (عربی) مشہور پیغمبر جنہوں نے اب تلک موت کا ذائقہ نہیں چکھا اور سمندروں پر رہتے ہیں۔ اولیاء کی دستگیری کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ یہاں خِضر بمعنی بھٹکے ہوؤں کو راہ دکھلانے والا، غوثِ پاک کے لیے بطور لقب بولا گیا ہے کہ آپ رہنما ہیں۔ **مجمع البحرین** (عربی) سنگم، جہاں دو دریا آپس میں ملتے ہیں۔ **چَشمَہ** (فارسی) پانی پھوٹنے کی جگہ۔

مختصر تشریح: اے ہمارے مُرشدِ بغداد رحمۃ اللہ علیہ! آپ حسنین کریمین شہیدین رضی اللہ عنہم کے لختِ جگر ہیں۔ انہوں نے دینِ حق کے لیے جان کا نذرانہ دے کر حیاتِ اَبدی پائی۔ ان کے طفیل آپ بھی محیِ الدّیں بن گئے اور اے خضر! (یعنی گمراہوں کی رہنمائی کی قربانی والے) آپ کیوں نہ رہنما ہوں جبکہ مجمع بحرین (فیض حسن وفیضِ حسین) آپ کے لیے چشمۂ فیض کا درجہ رکھتا ہے۔ آپ اپنے جدِّ اَعلیٰ امام حسن رضی اللہ عنہ کے بھی فیض یافتہ ہیں اور اپنے جدّ کریم امام حسین رضی اللہ عنہ کے بھی فیض یافتہ ہیں۔ مجمعِ

بحرین کا فیض یافتہ کیوں نہ لوگوں کا حقیقی رہنما ہو اور بھٹکے ہوئے کیوں نہ دامن سے وابستہ ہو کر ہدایت پائیں۔

قَسمیں دَے دے کے کِھلاتا ہے پلاتا ہے تُجھے

پیارا اللہ تِرا چاہنے والا تیرا

حَلِّ لغَّات: قسمیں دے دے کے (اردو) ایک محاوراتی انداز ہے، یعنی تجھے میرے حق کی قسم، میری محبت کی قسم وغیرہ وغیرہ کہہ کر کسی محبوب کو کہنا کہ یہ کام کرلو۔ **پیارا** (اردو) جو دل کو بھائے۔ **چاہنے والا** (اردو) پیار کرنے والا۔

مختصر تشریح: آپ سرکار چونکہ محبوبِ رَبّانی ہیں۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ جب میں ریاضت و مجاہدات کرتے ہوئے کھانا پینا چھوڑ دیتا ہوں تو میرا رب جل جلالہٗ مجھ سے فرماتا ہے: یا عبدالقادر بحقّی علیكَ كُلْ وَ بِحَقِّی عَلَیْكَ اِشْرَبْ۔ اے عبدالقادر! میرا جو تم پر حق ہے اس کی قسم تم کھاؤ اور پیو۔ (بحوالہ بھجۃ الاسرار، برکات قادریت)

مُصطَفیٰ کے تنِ بے سایہ کا سایہ دیکھا

جس نے دیکھا میری جاں جلوہ زَیبا تیرا

حَلِّ لُغّات: مُصطفیٰ (عربی) منتخب، چُنا ہوا، سرورِ عالم کے اسماءِ صفاتیہ میں سے ایک نام۔ تَنِ بے سَایَہ (اردو) بغیر پرچھائیں کے جسم۔ سَایَہ (اردو) نمونہ۔ **میری جاں** (اردو) میرے پیارے جَلوَہِ زَیبا (عربی + فارسی) مُرکب توصیفی بمعنی خوبصورت جلوہَ مناسب جھلک، احسن ظاہر پن۔

مختصر تشریح: اے ہمارے مرشد پاک رحمۃ اللہ علیہ! آپ کے جَدّ اعلیٰ اور ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنی ذَاتِ وَ الا صفات کا ظاہری سَایہ (پرچھائیں نہ رکھتے تھے اور آپ کا سایہ شمس و قمر کی روشنی میں دن رات کبھی بھی نظر نہ آیا۔ آپ ان کے جسم بے سایہ

کا اس معنی پر سایہ ہیں کہ ان کے اخلاقِ عالیہ کا پَرتَو ہیں۔ آپ کو دیکھ کر اور آپ کی اَداؤں کو دیکھ کر آپ کے نانا جان رحمت عالمیان ﷺ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ گویا آپ رضی اللہ عنہ فَنافی الرَّسول کے منصب اَعلیٰ پر فائز ہیں۔

اِبْنِ زَہرا کو مُبارَک ہو عَروسِ قُدرت
قادری پائیں تصَدُّق مرے دولہا تیرا

حلِّ لُغات: اِبْنٌ (عربی) بیٹا۔ زَہْرا (عربی) خوبصورت چمکتی کلی، حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کا لقب مبارک ہے۔ ابنِ زہرا آپ کو اس لیے کہا گیا کہ آپ حسنین کریمین کی نسل سے حسنی حسینی سید ہیں۔ عَرُوْس (عربی) بروزن فَعُوْل عربی میں دولہا اور دولہن کے لیے مشترک لفظ ہے۔ قُدْرَتْ (عربی) طاقت ابن زہرا کو طاقت کی دلہن بخشی گئی گویا عبدالقادر کو قدرت دے دی گئی۔ اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کثیر الکرامات تھے۔ قادِرِیْ (عربی) غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ارادت و بیعت کا سلسلہ رکھنے والا شخص قادری کہلاتا ہے۔ تَصَدُّق (عربی) صَدَقہ۔ مرے دولہا (اردو) یہاں سرداری کا سہرا باندھنے والے مراد ہیں۔

مختصر تشریح: اے حضرت خاتونِ جنت کے لختِ جگر! اے نبیرہ سیدۃُ النساء آپ کو رب تعالیٰ نے طاقت کی دُلہن عطا فرمائی ہے اور جس طرح دلہن زیرِ تصرف اور تابعدار ہوتی ہے، کمالات کی طاقت آپ کے زیرِ تصرف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے طفیل غلامانِ درگاہِ غوثیہ بھی طاقت وکمالات رکھتے ہیں۔ خشکی وتری میں آپ کی حکومت کا سکہ جاری وساری ہے اور آپ کی یہ خیرات غلام بھی پاتے ہیں۔

کیُوں نہ قاسم ہو کہ تو اِبنِ اَبی القاسم ہے
کیوں نہ قادر ہو کہ مُختار ہے بابا تیرا

حلِّ لُغات: قاسم (عربی) بانٹنے والا۔ اَبُو القاسم (عربی) سرور عالم ﷺ کی کنیت

مبارکہ، آپ کے صاحبزادے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کی مناسبت سے یا خیراتِ خدا بانٹنے کی وجہ سے۔ قادِرُ (عربی) قدرت والا۔ مختار (عربی) اختیار دیا گیا۔ بابا (اردو) باپ، دادا۔

مختصر تشریح: اے غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ! آپ کے جَدِّ اَعلیٰ اَبُو القاسم محمد رسول اللہ ﷺ بعطائے رَبُّ العزّت کُل جہاں کے خزانے بانٹنے والے ہیں تو آپ بھی توانہی کے گلشن کے مہکتے پھول ہیں۔ ان کے طُفَیل آپ بھی ولایت وعرفان بانٹنے والے ہیں۔

نَبَوی مِینہ، علَوی فَصل، بَتُولی گُلشن،
حَسَنی پھول حُسَینی ہے مہکنا تیرا

حلِّ لُغات: نَبَوِی (عربی) نبی رحمت ﷺ سے نسبت جسمانی وروحانی رکھنے والا۔ مِینہ (اردو) بارش۔ علَوِی (عربی) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے نسبت رکھنے والا۔ بَتُولی (عربی) حضرت بتول فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے فرزندی نسبت رکھنے والا۔ گلشن (فارسی) باغ۔ حَسَنی (عربی) امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ سے نسبت رکھنے والا۔ حُسَینی (عربی) امام عالی مقام سے نسبت رکھنے والا۔ مہکنا (اردو) اس کا حاصل مصدر مہک ہے، خوشبو دینا۔

مختصر تشریح: اے پیارے غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ! آپ گویا فیضانِ نبوت کی موسلا دھار بارش اور فیضِ علَوی کے موسم بہار اور حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کے مہکتے گلشن ہیں۔ مولا علی رضی اللہ عنہ کے فرزندِ اکبر حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے پھول ہیں جس میں حسینی خوشبو موجود ہے۔ یعنی گویا آپ سَراپا جُودوکرم ہیں اور گویا آپ ''سلسلۃُ الذَّھَب'' کی ایک سنہری کڑی کے فرد ہیں۔ کئی طرفہ فیضان سے مالا مال ہیں۔ سخاوتِ مصطفیٰ کی برسنے والی بارش سے بھی فیضیاب ہیں۔ موسمِ بہار کی طرح چھل پہل کر دینے والے فیضِ مرتضیٰ سے بھی حِصّہ پانے والے ہیں۔ گلشنِ زَہرا رضی اللہ عنہا کے حسنی پھول اور حسینی رضی اللہ عنہ خوشبو بھی جناب کی ذاتِ والاصفات میں ہے۔ گویا ہر پیارے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں اور مجموعہ فیضان ہیں۔

نبوی ظِل، علوی بُرج، بتولی منزل
حسنی چاند، حسینی ہے اُجالا تیرا

حلِّ لُغات: ظِلّ (عربی) سایہ۔ بُرج (عربی) محل۔ منزِل (عربی) مہمانوں مسافروں کے قیام کی جگہ۔ مقام، مکان وغیرہ۔ چاند (اردو) ماہتاب، قمر۔ اُجالا (اردو) روشنی، نورانیت۔

مختصر تشریح: آقا ﷺ! آپکا سایہ نبوی، محل علوی اور آپ کی منزل بتولی ہے۔ امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے چمکتے چاند ہیں اور آپ میں حسینی چمک دمک پائی جاتی ہے۔ گویا آپ سراپا نورِ ہدایت ہیں۔ آپ کا دامن تھامنے والا تنگ و تاریک راستوں میں بھٹکنے سے بچ جاتا ہے۔

نبوی خُور، علوی کوہ، بتولی معدن
حسنی لعل، حسینی ہے تجلّا تیرا

حلِّ لُغات: خُور (فارسی) آفتاب جیسے خورشید ہے وہی، یہ خُور راس کا مخفف ہے۔ کوہ (فارسی) پہاڑ۔ معدن (عربی) سونے چاندی وغیرہ نکلنے کی جگہ۔ لعل (فارسی) ایک قیمتی سرخ پتھر۔ تجلّا (عربی) اصل میں تجلّی دینا یعنی چمک۔

مختصر تشریح: اے پیارے! آپ تو آفتابِ فیضانِ نبوّت اور عزم مصمم کے بلند و بالا باہمت علوی پہاڑ ہیں اور معدنِ فاطمی ہیں۔ ایسا معدن جس کا اصل بھی خود ہی ہیں اور وہ حسنی لعل اپنے اندر حسینی اُجالا تجلا، اور چمک دمک رکھتا ہے۔ کہ آپ کی روشنی میں لوگ دوسری راہوں کا انتخاب کرتے ہیں۔

بحر و بر، شہر و قُریٰ، سہل و حزن، دشت و چمن
کون سے چک پہ پہنچتا نہیں دعویٰ تیرا

حلِّ لُغات: بحر (عربی) سمندر۔ بَرّ (عربی) خشکی۔ شہر (فارسی) شہر۔ قُریٰ (عربی) گاؤں۔ سہل (عربی) نرم زمین مراد ہے۔ حُزن (عربی) حزنہ کی جمع، سخت پہاڑوں کو کہتے ہیں۔ دشت (فارسی) جنگل **چمن** (فارسی) باغ **چک** (سنسکرت) مخصوص حصہ زمین، قطعہ **پہنچتا نہیں دعویٰ تیرا** (اردو) ایک خاص انداز پر محاورہ ہے گویا وہ کونسی جگہ ہے جہاں جناب کی پہنچ نہیں، اختیار و قدرت وتصرف نہ ہو۔

مختصر تشریح: اے آقا! اللہ تعالیٰ نے آپ کو آپ کے جدِّ اعلیٰ ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے بادشاہی عطا کی ہے۔ خشکی وتری، میدان و پہاڑ، شہر و گاؤں، جنگل و باغ، ہر ہر جگہ پر آپ کی کرامات وتصرفات کی دھوم مچی ہے۔ آپ کے جداعلیٰ سلطان الانبیاء ہیں تو آپ سلطانُ الاولیاء ہیں۔ ان کا نبیوں میں جو رتبہ ہے وہی آپ کا ولیوں میں ہے۔

غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ درمیانِ اولیاء
چوں محمد ﷺ درمیانِ انبیاء

آپ خود فرماتے ہیں سورج اور چاند مجھ سے دریافت کر کے طلوع غروب کرتے، موسم بہار و خزاں مجھ سے پوچھتا ہے۔ جداعلیٰ سراپا معجزہ تو آپ سراپا کرامت ہیں۔ کیونکہ عقائد کا متفق علیہ مسئلہ ہے کہ ولی کی کرامت اس کے پیغمبر کے معجزے کا عکس و پرتو ہوتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ کرامات معجزات مصطفیٰ ﷺ کا عکس و پرتو ہیں۔ ''تحفہ قادریہ'' میں ہے سرکار خود فرماتے ہیں ''مجھے پہلے پہل اَولیاءِ عراق پر اور پھر سارے جہان پر تصرف وسرداری عطا کر دی گئی۔

حُسنِ نیت ہو خطا پھر کبھی کرتا ہی نہیں
آزمایا ہے یگانہ ہے دوگانہ تیرا

حلِّ لُغات: حُسنِ نیّت (عربی) نیت کی اچھائی۔ خطاء (عربی) لغزش۔ یگانہ (فارسی) بے مثل ومثال۔ دُوگانہ (فارسی) دو رکعتی نماز مراد صلوٰۃِ غوثیہ ہے۔

مختصر تشریح: اے محبوب سبحانی! اگر کوئی شخص اچھی نیت کے ساتھ کامل بھروسہ کر کے آپ کی بتلائی نماز ''صلوٰۃ الاسرار'' المعروف ''صلوٰۃ غوثیہ'' پڑھ لے تو اپنے مقصد کو پالے گا، آزمودہ و مجرب ہے' بے مثل وظیفہ ہے۔ ''صلوٰۃِ غوثیہ'' کا ذکر کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاوی رضویہ ''جلد ہفتم مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور'' میں اس کا مکمل طریقہ' اس کی اسناد' اس کے فوائد اور گیارہ کے عدد کی بہترین توجیہہ وحکمت اپنے فقیہانہ و ناصحانہ انداز میں رقم فرمائی ہے۔ اہل تحقیق وہاں سے ملاحظہ فرمالیں۔ عوام الناس ''بہارشریعت'' سے دیکھ لیں۔ امیر اہلسنت کے ''مدنی پنج سورہ'' سے بھی دیکھی جاسکتی ہے۔

امام علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ محقق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگوں نے اسے بحوالہ غوثِ پاک نقل کر کے برقرار رکھا ہے۔ مختصر طریقہ یہ ہے بعد نماز مغرب سنتیں پڑھ کر دو رکعت نوافل صلوٰۃ غوثیہ اس طرح پڑھیں کہ الحمد شریف کے بعد ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' پڑھیے۔ فراغت کے بعد حمد الٰہی بجالائے پھر ۱۱ مرتبہ درود پاک پڑھیے اس کے بعد ۱۱ مرتبہ عرض کرے " یا رسول اللّٰہ یا نَبِیَّ اللّٰہِ اَغِثْنِی وَامْدُدْنِیْ فی قَضَاءِ حَاجَاتِیْ یَا قَاضِیَ الحَاجَاتِ'' پھر جانب بغداد (۱۱) قدم چلے اور ہر قدم پر یوں فریاد کرے "یا غَوثَ الثَّقَلَیْنِ و یَا کَرِیمَ الطَّرفَیْنِ الطَّرِیقَیْنِ اَغِثْنِی و امْدُدْنِی فی قَضَاءِ حَاجَاتی یا قاضِیَ الحَاجَاتِ'' پھر سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے وسیلہ جلیلہ سے دعا مانگیں۔ ان شاءاللہ مراد پوری ہوگی۔

عرضِ احوال کی پیاسوں میں کہاں تاب مگر
آنکھیں اے ابر کرم تکتی ہیں رستا تیرا

حلّ لُغات: عَرضِ اَحْوَالْ (عربی) اگرچہ الفاظ عربی میں مگر اضافت کی ترکیب فارسی طرز پر ہے۔ عرض بمعنی پیش کرنا اور احوال جمع ہے حال کی یعنی اپنے حالات پیش کرنا۔ تابُ (فارسی) طاقت۔ مگرُ (فارسی) لیکن۔ اَے (فارسی) حرفِ ندا۔ اَبْرُ (فارسی)

بادَل۔ کَرَمُ (عربی) عطاء' بخشش۔ تکتی ہیں (اردو) آنکھوں نے امید لگا رکھی ہے۔ رَستا (فارسی) راستہ کا مخفف ہے۔

مختصر تشریح: اے سخاوت کے برسنے والے بادل! آپ کے خواہش مندوں میں اپنے دل کی بات کہنے کی جرأت تو نہیں مگر آپ کے فیض وعطاء کو دیکھ کر آنکھیں لگائی ہوئی ہیں' مایوسی نہیں ہے' امید ہی امید ہے اور آنکھیں اسی راستے کی طرف دیکھے جارہی ہیں کہ ان کی مراد عنقریب بر آئے گی۔

موت نزدیک گناہوں کی تہیں میل کے خول
آ بَرَس جا کہ نہاد ھولے یہ پیاسا تیرا

حلّ لُغات: تہیں (اردو) تَہہ کی جمع ایک دوسرے پر لگا تار رکھے ہوئے پردے کی طرح۔ مَیْل (اردو) جسم پر جمی ہوئی مٹی وغیرہ۔ خول (اردو) اوپر کا غلاف نما' چھلکا۔ آبَرس جا (اردو) کرم کی برسات فرما جا۔ کہ (فارسی) تاکہ کا مخفف ہے۔

مختصر تشریح: اے پیارے کریم غوث! آپ کے غلام بے دام کی زندگی کی ساعتیں ختم ہونے والی ہیں۔ موت گویا سر پر کھڑی ہے اور ساری زندگی کے گناہوں کی جسم پر تہیں جم چکی ہیں اور گویا گناہوں کے میل کا غلاف اتنا مضبوط ہو چکا ہے کہ اس میں میرا خاکی بدن پھنس کر رہ گیا ہے۔ آپ آجایئے اور اپنے فیض وکرم کو موسلا دھار بارش کی طرح بہایئے تاکہ موت سے پہلے پہلے اس بارشِ کرم کا امیدوار یہ پیاسا غلام اسی انتظار میں امید کی نگاہ لگائے ہوئے ہے۔

آبِ آمَدْ وہ کہے اور میں تیمّم برخاست
مُشتِ خاک اپنی ہو اور نُور کا اہلا تیرا

حلّ لُغات: آبْ آمَدْ (فارسی) پانی آیا وہ کہے (اردو) وہ فرمادیں۔ تیمّم بَرْخَاسْتُ (فارسی) تیمّم جاتا رہا۔ ''آبْ آمَدْ تیمّم بَرْخَاسْتْ'' فارسی کا مشہور محاورہ ہے' جس کا

مطلب یہ ہوتا ہے کہ اگر اصلی چیز خود آ جائے تو اس کی جگہ جو عارضی چیز قائم کی گئی تھی اس کی حاجت نہیں رہتی۔ وہ قائم مقام چیز جاتی رہتی ہے نیز یاد رہے کہ تیمّم فقہی اصطلاح میں پاکیزہ مٹی سے اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کرنے کا نام ہے۔ اگر پانی نہ ملے یا پانی تک رسائی نہ ہو یا بندہ خود ایسا مریض ہو کہ پانی ضرر دیتا ہو تو ایسی صورت میں وضو اور غسل کے قائم مقام پاک مٹی یا اس کی ہم جنس چیز جیسے کوئلہ' چونا' سیمنٹ وغیرہ سے تیمّم کر لیا جاتا ہے۔ **مُشتِ خَاک** (فارسی) مُٹھی بھر مٹی مُراد آدمی خود ہے۔ **رَیلا** (اردو) سیلاب۔ نور کا ریلا بمعنی روشنی کی کثرت۔

مختصر تشریح: اللہ کرم فرمائے اور غوث پاک تشریف لائیں اور میرے سر بالیں آ کر فرمائیں کہ رحمت و کرم کی بارش آ گئی اور میں عرض کروں تیمّم جاتا رہا اور میں اس بارشِ کرم میں نہا دھو کر پاک ہو چکا ہوں اور میرا گوہر مراد مل گیا ہو۔ بس اپنا وجود ہو اور اے غوث آپ کے نور کا رَیلا یعنی نور چھا جائے اور اندھیرے مٹا دے۔

جان تو جاتے ہی جائے گی قیامت یہ ہے
کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا ہے نظّارہ تیرا

حلِّ لُغات: **جان تو جاتے ہی جائے گی** (اردو) خدا جانے موت کب آئے گی۔ **قِیَامَت** (عربی) محشر کا دن اور کبھی کبھار مجازاً بڑی آزمائش کو بھی کہتے ہیں۔ **کہ** (فارسی) رابطے کے لیے لاتے ہیں۔ **یہاں** (اردو) اس جگہ مراد دنیا ہے۔

مختصر تشریح: اے پیارے مُرشد! اپنی موت تو وقت پر ہی آئے گی آپ کے دیدار پُرانوار کا طالب بیقراری کے عالم میں تکتا رہتا ہے مگر بڑی آزمائش یہ ہے کہ آپ کا دیدار بھی موت پر منحصر ہے جیسا کہ ہم نے سن رکھا ہے کہ اولیائے کرام بالخصوص مرشد قبر میں جلوہ گری کرتا ہے۔

تُجھ سے در، در سے سَگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

حلِّ لُغات: **تُجھ سے** (اردو) آپ سے۔ **دَر** (فارسی) دروازہ۔ **سَگ** (فارسی) کُتّا۔ **نِسبَت** (عربی) تعلق۔ **گردن** (فارسی) گلا۔ **ڈُورَا** (اردو) دَھاگا' چھوٹی رسی۔

مختصر تشریح: اے مُرشدِ من! آپ کے دروازے کے کتے سے میرا ایک تعلق یوں بھی قائم ہے کہ آپ کا کتا آپ کے دروازے سے اور دروازہ آپ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس نسبت کے لحاظ سے گویا میرے گلے میں بھی آپ جناب کی غلامی کا دھاگا ڈالا ہوا ہے اور اتنی نسبت میرے لیے قابل فخر ہے۔

اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹّا تیرا

حلِّ لغات: **نِشانی** (فارسی) پہچان۔ **سَگ** (فارسی) کتا' **پٹّا** (اردو) ایک قسم کا چمڑے کا وہ گلوبند ہو پالتو کتے کے گلے میں ڈالتے ہیں تا کہ اس کا پالتو ہونا معلوم ہو جائے۔ ایسا کتا لاوارث سمجھ کر کوئی مارتا نہیں ہے۔

مختصر تشریح: اے مُرشدِ من! ایسے غلامانِ درگاہ بے کس پناہ جن کے گلے میں غلامی کا نشان موجود ہوتا ہے وہ لوگوں کے ہاتھوں اور حوادثاتِ زمانہ کے ہاتھوں مارے نہیں جاتے۔ اس لیے میری قلبی تمنا ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ یہ غلامی کا پٹا میرے گلے میں موجود رہے تا کہ مجھے کوئی لاوارث سمجھ کر نقصان نہ پہنچائے۔

مَیری قسمت کی قسم کھائیں سگانِ بغداد
ہند میں بھی ہوں تو دیتا رہوں پہرا تیرا

حلِّ لُغات: **قِسمَت** (عربی) مُقدّر۔ **قَسم کھائیں** (اردو) تمنا کریں۔ **سگانِ بغداد**

(فارسی) بغدادِ مُعلّٰی کے کتے۔ ہِنْدْ (اردو) اعلیٰ حضرت کا وطن ہندوستان مراد ہے جو بغدادِ مُعلّٰی سے ظاہری طور پر اڑھائی ہزار میل دور پڑتا ہے۔

مختصر تشریح: اے کریم مرشد! ایسا کرم ہو جائے کہ اگرچہ ظاہری طور پر ہندوستان میں رہوں اور آپ سے بظاہر اڑھائی ہزار میل دور رہ کر بھی آپ کی غلامی کا دم بھرتا رہوں۔ آپ کی ناموس پر حملہ کرنے والوں اور اولیاء کرام کے دشمنوں کو منہ توڑ جواب دیتا رہوں اور آپ کی طرف اٹھنے والی انگلی کو کاٹ ڈالوں اور اس میں اتنی مقبولیت پالوں کہ آپ کے وطن میں بسنے والے اور درگاہ کے غلام پہرے دار' سگان بغداد وہاں رہ کر میری قسمت پالینے کی تمنا کریں کہ کتنا خوش بخت ہے کاش انہیں بھی یہ سعادت ملتی۔

تیری عزت کے نثار اے میرے غیرت والے
آہ صد آہ کہ یوں خوار ہو بروا تیرا

حلِّ لُغَّات: تیری عزت کے نثار (اردو) آپ کی عزت پر قُربان اے میرے غیرت والے (اردو) اے میرے عزت والے آقا۔ آہ صد آہ (فارسی) افسوس صد افسوس خَوار (فارسی) رُسوا۔ بروا (فارسی) اصل میں الف کی بجائے آخر میں ''ہ'' کے ساتھ بردہ ہے مگر ضرورت شعری کی بناء پر ''الف'' لگایا گیا' اس کا معنی غلام ہوتا ہے۔

مختصر تشریح: اے میرے معزز و مکرم آقا! غلام آپ کی عزت پر قربان جاؤں' آقا آپ کا نوکر ہو کر رسوا کیا جاؤں۔ اس سے مراد اولیاء کے دشمنوں وہابیوں نجدیوں کی افتراء پردازیوں کی طرف اشارہ ہے۔ انہوں نے اولیاء کی ناموس پر پہرہ دینے اور اولیاء کے دشمنوں کو بے نقاب کرنے کی وجہ سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر جو جھوٹے الزامات لگائے اور انہیں رسوا کرنے کی جو ناپاک کوشش کی' اس میں اپنے مرشدِ بغداد سے اعلیٰ حضرت فریاد کر رہے ہیں اور یہ فریاد کام دے گئی اور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے صدقے

خدائے عرب وعجم نے اعلیٰ حضرت کو عرب وعجم میں مقبول اور وہابیہ کو عرب وعجم میں مسترد کر دیا گیا۔

بد سہی' چور سہی' مجرم و ناکارہ سہی
اے وہ کیسا ہی سہی ہے تو کریما تیرا

حلِّ لُغَّات: بد (فارسی) بُرا۔ سَہی (اردو) فرض کرلیا۔ مُجرِم (عربی) جُرم کرنے والا۔ ناکارہ (فارسی) نکما' بے کار۔ اَے (عربی) حرفِ نداء۔ کیسا ہی سہی (اردو) جیسا بھی فرض کرلو۔ کریما (عربی) بخشش والا۔ آخر میں الف ندائیا فارسی کا ہے' اے کریم۔

مختصر تشریح: اے کریم مُرشد! غلام مان لیا کہ بُرا ہے' مجرم و بے کار ہے بلکہ چور سہی (اسمیں اشارہ) ہے اس واقعہ کی طرف جس میں سرکار غوث رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کو درجہ ابدال پر فائز فرما دیا تھا) جو بھی ہو اس کی نسبت تو اے کریم آپ کی طرف ہی ہے۔ آپ کرم فرمادیں اور اسے نبھالیں۔

مُجھ کو رُسوا بھی اگر کوئی کہے گا تو' یوں ہی
کہ وہی نا وہ رِضا بندہ رُسوا تیرا

حلِّ لُغَّات: رُسْوَا (فارسی) بدنام۔ یوں ہی (اردو) اسی طرح۔ وُہی نا (اردو) استفہام اقراری کے لیے بولا جاتا ہے یعنی وہی تو ہے۔ وُہ رِضا (اردو) وہی احمد رضا۔ بَنْدَہ رُسْوَا (فارسی) مرکب توصیفی بدنام بندہ' ذلیل غلام۔

مختصر تشریح: آقا! آپ کی طرف نسبت تو میری لکھی ہے' اگر مجھے کوئی ذلیل کہے گا بدنام کرنے کی کوشش کرے گا' رسوا کریگا بہر صورت یہی کہا جائے گا کہ وہ احمد رضا قادری ایسا ہے وہ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ایسا ہے۔ لہٰذا مجھے نیک بنا دیں۔

ہیں رِضا یُوں نہ بِلک تو نہیں جیّد تو نہ ہو

سیدِ جیدِ ہر دَہر ہے مولا تیرا

حَلِّ لُغَّات: ہَیں (اردو) کلمہ تعجب۔ رِضا (عربی) اعلیٰ حضرت کے نام کا ایک جُز بطور تخلص۔ نَہ بِلَکْ (اردو) نہ رو۔ جَیِّدْ (عربی) عمدہ۔ سَیِّدْ (عربی) سردار۔ دَہَرْ (عربی) زمانہ۔ مَوْلاَ (عربی) حاکم۔

مختصر تشریح: اے رضا اگر تم عمدہ اور باکمال بندے نہیں ہو تو اس پر بے قرار ہو کر رونا دھونا مت مچاؤ تم جس مولا کے غلام ہو وہ ہر زمانے کے اولیاء میں سب سے نمایاں اور عمدہ ہیں' اگر ان کی نگاہِ فیض پڑ گئی تو تم بھی اچھے اور عمدہ بن جاؤ گے۔

فخرِ آقا میں رِضَا اور بھی اِک نَظمِ رَفیع

چلِ لکھا لائیں ثناء خوانوں میں چہرہ تیرا

حَلِّ لُغَّات: فَخْرُ (عربی) بزرگی' ناز۔ آقا (فارسی) مالک۔ نَظْمُ (عربی) اشعار کا مجموعہ' قصیدہ۔ رَفِیْعُ (عربی) بُلند۔ چَلْ لکھا لائیں (اردو) یعنی چلو تا کہ درج کروالیں۔ ثناء خوانوں میں (اردو) تعریف کرنے والے لوگوں میں۔ چِہْرَا (فارسی) مُنہ۔

مختصر تشریح: اے رضا! اُٹھ اور اپنے آقا و مولیٰ اکرم حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی میں ایک اور بلند و بالا نظم درگاہِ بے کس پناہ میں پیش کرتا کہ تیرا نام بھی غلامانِ غوثیہ اور ثناء کنندگان میں درج ہو جائے اور جب سرکار اپنے مداحوں پر نظر کرم فرمائیں تو تیرا بھی بیڑا پار ہو جائے اور تیری بھی بگڑی ان کی سیدھی نظر سے بن جائے۔

وصلِ سوم

در حُسنِ مُفاخرت از سرکارِ قادریّت رحمۃ اللہ علیہ

تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شَیدا تیرا
تو ہے وہ غَیث کہ ہر غَیث ہے پیاسا تیرا

سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے
اُفقِ نُور پہ ہے مِہر ہمیشہ تیرا

مُرغ سَب بولتے ہیں بول کے چُپ رہتے ہیں
ہاں اَصیل ایک نَواسَنج رہے گا تیرا

جو وَلی قَبل تھے یا بَعد ہوئے یا ہوں گے
سب اَدب رکھتے ہیں دِل میں میرے آقا تیرا

بقسم کہتے ہیں شاہان صَرِیفَین وَ حرِیم
کہ ہُوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہمتا تیرا

تُجھ سے اور دَہَر کے اقطاب سے نسبت کیسی
قُطب خود کون ہے خادم ترا چیلا تیرا

سارے اَقطاب جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف
کعبہ کرتا ہے طوّافِ دَرِ والا تیرا

اور پروانے ہیں جو ہوتے ہیں کعبے پہ نثار
شمع اک تو ہے کہ پروانہ ہے کعبہ تیرا

شجرِ سروسہی' کس کے اُگائے تیرے
معرفت پھول سہی' کس کا کِھلایا تیرا

تو ہے نوشاہ، براتی ہے یہ سارا گُلزار
لائی ہے فصل سمن گوندھ کے سہرا تیرا

ڈالیاں جھومتی ہیں رقصِ خوشی جوش پہ ہے
بُلبلیں جُھولتی ہیں گاتی ہیں سہرا تیرا

گیت کلیوں کی چٹک غزلیں ہزاروں کی چہک
باغ کے سازوں میں بجتا ہے ترانا تیرا

صفِ ہر شجرہ میں ہوتی ہے سلامی تیری
شاخیں جُھک جُھک کے بجا لاتی ہیں مُجرا تیرا

کس گلستان کو نہیں فصلِ بہاری سے نیاز
کون سے سلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا

نہیں کس چاند کی منزل میں ترا جلوۂ نور
نہیں کس آئینہ کے گھر میں اُجالا تیرا

راج کس شہر میں کرتے نہیں تیرے خُدّام
باج کس نہر سے لیتا نہیں دریا تیرا

مَزرَعِ چشت و بُخارا و عراق و اجمیر
کونسی کِشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

اور محبوب ہیں ہاں پر سبھی یکساں تو نہیں
یوں تو محبوب ہے ہر چاہنے والا تیرا

اس کو سو فرد سراپا بفراغت اوڑھیں
تنگ ہو کر جو اترنے کو ہو نِیما تیرا

گردنیں جُھک گئیں، سر بچھ گئے، دل ٹوٹ گئے
کشفِ ساق آج کہاں یہ تو قدم تھا تیرا

تاجِ فرقِ عُرفاء کس کے قدم کو کہیے
سر جسے باج دیں وہ پاؤں ہے کس کا تیرا

سُکر کے جوش میں جو ہیں وہ تجھے کیا جانیں
خضر کے ہوش سے پوچھے کوئی رُتبہ تیرا

آدمی اپنے ہی احوال پہ کرتا ہے قیاس
نشے والوں نے بھلا سُکر نکالا تیرا

وہ تو چھوٹا ہی کہا چاہیں کہ ہیں زیرِ حَضِیض
اور ہر اَوج سے اُونچا ہے سِتارا تیرا

دِلِ اعداء کو رَضا تیز نمک کی دُھن ہے
اِک ذرا اَور چھڑکتا رہے خامہ تیرا

تو ہے وہ غَوث کہ ہر غَوث ہے شَیْدا تیرا
تو ہے وہ غَیْث کہ ہر غَیْث ہے پیاسا تیرا

حلِّ لُغات: غَوْث (عربی) فریادرس۔ شَیْدا (فارسی) دیوانہ، عاشق۔ غَیْث (عربی) بارش۔ پیاسا (اردو) طلب گار۔

مختصر تشریح: اے غوث اعظم علیہ رحمۃ اللہ! آپ انس وجن کے وہ فریادرس و مددگار ہیں کہ اولیاء کاملین جو خلق کے مددگار و معین ہیں وہ بھی آپ کے دیوانے ہیں اور آپ فیض وعطاء کی برسنے والی وہ موسلا دھار بارش ہیں کہ فیض رساں حضرات بھی آپ کے در سے فیض پاتے ہیں۔

سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے
اُفقِ نُور پہ ہے، مہر ہمیشہ تیرا

حلِّ لُغات: سُورَج (اردو) آفتاب۔ اَگلوں کے (اردو) پہلے ولیوں کے۔ ڈُوبے (اردو) غائب ہو گئے، پوشیدگی میں چلے گئے۔ اُفُق (عربی) آسمان کا وہ کنارا جو دیکھنے میں زمین سے ملا ہوا لگتا ہے۔ نُور (عربی) روشنی چمک دمک۔ مِہر (فارسی) سورج۔

مختصر تشریح: اس شعر میں خود سرکار غوثِ اعظم علیہ رحمۃ اللہ کے ایک مشہور زمانہ عربی شعر کی طرف تلمیح ہے:

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا
اَبَدًا عَلٰی اُفُقِ العُلٰی لَا تَغْرُبُ

آپ فرماتے ہیں ہم سے پہلے اولیاء کرام کی وِلایت کے سورج چمکتے رہے، دمکتے رہے مگر ان کے پردہ فرمانے کے بعد ان کی وِلایت کے سورج ماند پڑ گئے۔ ان کی وہ چمک دمک نہ رہی اور ہمارا آفتابِ ولایت ہمیشہ چمکنے والا کبھی نہ ڈوبے گا۔

اسی کو مدنظر رکھ کر اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ اللہ نے بارگاہ غوثیہ میں عرض کی کہ اگلے اولیاء کے سورج

چمکے مگر چمک کر غروب ہو گئے مگر آسمان پر آفتابِ ولایت غوثیہ ہمیشہ چمکتا رہے گا۔

مُرغ سَب بولتے ہیں بول کے چُپ رہتے ہیں
ہاں اَصیل ایک نَواسَنْج رہے گا تیرا

حَلِّ لُغَات: مُرغْ (فارسی) ایک مخصوص پرندہ جسے اردو میں مُرغا کہتے ہیں۔ عموماً سحر میں بانگیں دیتا ہے۔ بمطابق احادیثِ کریمہ آنحضرت ﷺ نے سفید مرغ خواب گاہ اقدس میں رکھا ہے اور اس کے رکھنے کی ترغیب بھی دلائی ہے کہ اس کی برکت سے اثر سحر و شیاطین سے حفاظت رہتی ہے نیز فرمایا یہ فرشتوں کو دیکھ کر بانگ دیتا ہے' اس وقت تم فضلِ خدا مانگو۔ اَصِیْلْ (عربی) پاک نژاد و اچھی نسل والا۔ نَوَاسَنْج (فارسی) آواز بلند کرنے والا' گونج پیدا کرنے والا۔

مختصر تشریح: اس شعر میں ابوالوفاء سیدی تاج العارفین قدس سرہ کے اس قول کی طرف اشارہ ہے جو انہوں نے دربارِ غوثیت میں اپنے تاثرات پیش کرتے ہوئے کہا
"کُلُ دِیْكٍ یَصِیحُ و یَسْکُتُ اِلّادِیُکُكَ فَاِنَّهُ یَصِیحُ الٰی یَومِ القِیَامَۃِ"
ترجمہ فارسی: ہر خروس بانگ کند و خاموش شود جز خروس شما کہ تا قیامت در بانگ است
ترجمہ اردو: ہر مُرغا بانگ دیتا اور خاموش ہو جاتا ہے مگر آپ کا مرغا قیامت تک بانگ دیتا رہے گا۔

اعلیٰ حضرت نے اپنے شعر میں مذکورہ بالا قول کی طرف تلمیح کی ہے اور مرغے کی بانگ سے مراد ولایت کا ڈنکا ہے اوروں کا بجا پھر خاموشی ہو گی مگر اصیلی مرغے کی طرح خالص ڈنکا ہمیشہ بجتا ہی رہے گا۔

جو وَلی قبل تھے یا بَعد ہوئے یا ہوں گے
سب اَدب رکھتے ہیں دِل میں میرے آقا تیرا

حَلِّ لُغَات: وَلی (عربی) دوست' اہل ایمان کو ملنے والا ایک خاص رُتبہ جو قُربِ خُدا

کی نشانی ہے۔ قَبْلْ (عربی) پہلے۔ بَعْدْ (عربی) پیچھے ہوں گے (اردو) آئندہ زمانے میں پائے جائیں گے۔

مختصر تشریح: اے میرے مُرشد کریم! آپ کی اولیاء کرام میں وہ خصوصی بلند مرتبہ شان ہے کہ آج جو موجود ہیں' جو پہلے تھے یا آئندہ ولی تشریف لائیں گے آپ کا ادب و احترام ان کے دلوں میں سمایا ہو گا اور اس کی پیش گوئی حضرت خضر علیہ السلام نے یوں فرمائی "مَا اتَّخذَ اللّٰهُ وَلِیاً کَانَ او یَکُونُ اِلّا وھُوَ متأَدِّبٌ مَعَهٗ الٰی یَومِ القِیَامَۃِ" خدائے بزرگ و برتر نے جو ولی بنایا یا بنائے گا وہ سب سرکارِ ولایت مآب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے اَدب و احترام کا رِشتہ قیامت تک قائم کرتے چلے جائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ اولیائے کرام نے قَدَمِ غوثِ پاک کو اپنی گردن کا ہار بنایا اور سَر کا تاج قرار دیا۔
بقول اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ:

جس کی منبر ہوئی گردَنِ اولیاء
اُس قدم کی کَرامَتْ پہ لاکھوں سلام

بقسم کہتے ہیں شاہان صَرِیفَیْن وَ حرِیم
کہ ہُوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہمتا تیرا

حَلِّ لُغَات: بَقَسَم کہتے ہیں (اردو) قسم کھا کر کہتے ہیں۔ شَاہَانِ صَرِیفَیْن وحَرِیم (فارسی) شاہان جمع ہے شاہ کی بمعنی بادشاہ جیسے مہر بمعنی سردار امیر کا مخفف ہے' ایسے ہی شاہ بمعنی سردار بادشاہ کا مخفف ہے' صریفین وحریم (عربی) دو مقامات کے نام ہیں۔ شاہانِ صریفین وحریم سے مراد، ان دو شہروں یا علاقوں کے دو مشہور ولی مراد ہیں۔ اول ابو عمرو عثمان صریفینی اور ثانی ابو محمد عبدالحق حریمی رحمۃ اللہ علیہما۔ ہَمْتَا (فارسی) مثل۔

مختصر تشریح: اولیاء صریفین وحریم قسماً فرما گئے ہیں کہ اے پیارے غوثِ اعظم! آپ سے قبل بھی کوئی ولی آپ کے درجے کا نہیں ہوا اور نہ ہی آئندہ کوئی ولی جناب کی مثل ہو گا۔ آپ گویا اگلوں پچھلوں کے سید و سردار ہیں۔

تُجھ سے اور دَہر کے اقطاب سے نسبت کیسی
قُطب خود کون ہے خادم ترا چیلا تیرا

حلِّ لُغَّات: دَہرٌ (عربی) زمانہ۔ **اَقْطَابٌ** (عربی) اَقطاب قُطب کی جمع ہے اور قطب اس ولی کو کہتے ہیں جسے کسی خاص ملک یا شہر کا نظام سونپا جائے اور قطب الاقطاب سارے قطبوں کے سردار کو کہتے ہیں جس کا لقب غوث بھی ہوتا ہے۔ اہل اللہ کی تحقیق پر مدینہ منورہ کے قطب الاقطاب سرکارِ دو عالم ﷺ کے چچا سید الشہداء ابوعمّارہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما ہیں اور گزشتہ صدی میں اعلیٰ حضرت کے خلیفہ اعظم امیر اہلسنت کے پیر و مرشد سیدی شیخ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ مدفون جنت البقیع بھی ''قطبِ مدینہ'' ہوئے ہیں۔ خَادِمٌ (اردو) نوکر۔ **چیلا** (اردو) شاگرد، مرید، طالب وغیرہ۔

مختصر تشریح: اے قطب الاقطاب! آپ کے ساتھ دیگر اقطاب کی کیا نسبت ہوسکتی ہے؟ کیونکہ زمانے کے اقطاب میں سے ہر قطب آپ کا خادم اور درگاہ غوثیہ کا نوکر ہے اور نوکر اپنے آقا سے عرف و عادت میں بلند و بالا نہیں ہوسکتا۔

سارے اَقطاب جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف
کعبہ کرتا ہے طوّافِ دَرِ والا تیرا

حلِّ لُغَّات: سارے (اردو) اردو میں آج کل ''سب'' اور پنجابی میں ''سارے''، عربی میں ''کُل'' فارسی میں ہر اور ہَمَہ انگلش میں ''All''، سرائیکی میں ''یکے''، پشتو میں ''ٹول'' سندھی میں ''مڑئی'' اور بلوچی میں ''کُھل'' اور بنگالی میں ''شب'' کہتے ہیں۔ جَہاںُ (فارسی) زمانہ **اقْطَابِ جہاں** بمعنی زمانے بھر کے قُطب کے درجہ پر فائز اولیائے کرام۔ کَعْبَہ (عربی) اونچی بلند جگہ کو کعبہ کہتے ہیں اس لیے پاؤں کے اُبھرے ہوئے ٹخنے کو بھی عربی میں کعب کہتے ہیں مگر یہاں مخصوص مکان بیتُ اللہ مراد ہے جو مکہ مکرمہ میں موجود ہے اور روئے زمین کے مسلمانوں کا مرکز ہے اور

مرد و زن پیر و جواں اس کے گرداگرد مثل شمع پروانہ وار گھومتے ہیں اور یہ گھومنا عبادت ہے۔ **طَوَافٌ** (عربی) کعبہ کے گرد پھیرے لگانا۔ دَرٌ (فارسی) دروازہ، چوکھٹ۔ **وَالاَ** (فارسی) بلند مرتبہ آپ کا بلند مرتبہ دروازہ یا بلند چوکھٹ۔

مختصر تشریح: اقطابِ زمانہ کعبۃُ اللہ کا طواف کرتے ہیں اور کعبہ معظّمہ آپ کے دربارِ پُر انوار کی زیارت کرتا ہے۔ اس میں اشارہ ہے ''کہ بندہ مومن کا درجہ کعبہ سے بلند ہے اور یہ بات حدیثِ نبوی ﷺ سے ثابت ہے کہ سرکارِ اعظم ﷺ نے دورانِ طوافِ کعبہ فرمایا ''اے کعبہ تو بڑی حرمت والا ہے مگر ربُّ العزت کے نزدیک بندہ مومن کی حرمت تیری حرمت سے بڑھ کر ہے۔

اور پروانے ہیں جو ہوتے ہیں کعبے پہ نثار
شمع اک تو ہے کہ پروانہ ہے کعبہ تیرا

حلِّ لُغَّات: پَرْوَانے (فارسی) پروانہ کی جمع ہے۔ اس سے مراد وہ پتنگے ہیں جو شمع پر جان نچھاور کرتے رہتے ہیں مگر یہاں مراد وہ حجاج کرام ہیں جو پروانہ وار کعبے پر نثار ہوتے ہیں۔ ان کے لیے گویا کعبہ معظّمہ مثلِ شمع ہے۔ **شَمْعٌ** (عربی) لائٹ، لالٹین، فانوس، قندیل، موم بتی، بلب، ٹیوب وغیرہ۔

مختصر تشریح: اعلیٰ حضرت نے اس شعر میں اولیائے کرام وعلمائے عظام کے اس قول کی طرف اشارہ کیا ہے جو انہوں نے ابراہیم بن ادھم رضی اللہ عنہ و مائی رابعہ بصریہ رضی اللہ عنہا وغیرہ اکابر اَفْضَلَ اللّٰہُ کے بارے میں کہا کہ ان کی زیارت کو کعبے کا خود تشریف لے جانا ثابت ہے۔ آپ فرماتے ہیں اور دیگر لوگوں کے لیے کعبہ خود ہی مثل شمع ہے اور لوگ اس کے پروانے ہیں مگر اولیاء کے سید و سردار غوثِ اعظم ایک ایسی شمع ولایت ہیں کہ کعبہ انکا پروانہ ہے اور ان کے دیدار کو آتا ہے۔ اولیاء کی زیارت کے لیے کعبے کا آنا اس کی تفصیل علامہ فیض احمد اویسی محدث بہاولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے رسالے میں ملاحظہ کیجئے۔ اس رسالہ کا نام ''القول الجلی فی ان الکعبۃ تزور الولی'' ہے۔

شجرِ سروِ سہی کس کے اُگائے تیرے
معرفت پھول سہی کس کا کھِلایا تیرا

حلِّ لُغَّات: شَجَرُ (عربی) درخت سَروِ سہی (فارسی) ایک سیدھا دوشاخہ درخت جو اپنی لمبائی اور سیدھے پن میں ضرب المثل بن گیا ہے اور شعراء عموماً اپنے محبوب کے قد نازک کو اس سے تشبیہہ دیتے ہیں۔ اُگائے (اردو) بوئے پرانی اردو میں اسے لکھتے ہیں آج کل اگائے۔ کس کے اُگائے بطور سوال ہے اور ''تیرے'' اس کا جواب ہے۔ سوال و جواب پر یہ حسن شعری کا بہترین نمونہ ہے۔ مَعْرِفَتْ (عربی) لغوی معنی پہچان اور اصطلاح میں خداشناس سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ کھِلایا (اردو) غنچہ چٹکا کر پھول بنانا کس کا کھلایا بطور سوال ہے اور ''تیرا'' اس کا جواب ہے۔ مصرعہ اُولیٰ کے انداز پر مصرعہ ثانیہ بھی لائے ہیں۔

مختصر تشریح: شریعت مطّہرہ و طریقتِ مُنَوَّرہ کے سیدھے بلند و بالا درخت کو لیجئے یا معرفت وحقیقت کے خوشنما غنچوں کو لیجئے۔ ایسے پیارے درخت آپ نے لگائے اور معرفت کے غُنچے ان کی شگفتگی کا سہرا جناب کے سر پر ہے۔ اس پیارے سلسلے کے ساتھ افراد کی وابستگی آپ کے مرہون منت ہے اور یہ صدقہ جاریہ ہے۔

تو ہے نوشاہ، براتی ہے یہ سارا گُلزار
لائی ہے فصل سمن گوندھ کے سہرا تیرا

حلِّ لُغَّات: نُوشَاہْ (فارسی) دولہا۔ بَرَاتی (اردو) ایسے افراد جو دولہا کے ساتھ دلہن والوں کے گھر مہمان بن کر جاتے ہیں۔ گُلزَارْ (فارسی) باغ یہاں پر ساری دنیا مراد ہے۔ فَصْلُ (عربی) موسم بہار مراد ہے۔ سَمَنْ (فارسی) چنبیلی کا پھول (پاکستان کا قومی پھول ہے) گُوندھ کے (اردو) پرو کر لانا۔ سِہْرَا (اردو) ایسی لڑیاں جو پھولوں موتیوں سے پرو کر دولہا کے ماتھے سجاتے ہیں۔

مختصر تشریح: اے پیارے آپ تو جنتی دولہا ہیں اور سارے لوگ آپ کے براتی ہیں۔ خدائے بزرگ و برتر کی رحمت خود آپ کے لیے بزرگی کے پھولوں کا سہرا گوندھ کر لائی ہے جو آپ کے ماتھے کا جُھومر بنے گا۔ آپ اولیائے کرام اور دیگر لوگوں میں ایک دولہا کی مانند ہیں جو اس لائق ہے کہ اس کے ماتھے رحمتِ باری سے تیار کردہ ولایت وکرامت کا سہرا سجا ہو۔

ڈالیاں جھومتی ہیں رقصِ خوشی جوش پہ ہے
بُلبلیں جُھولتی ہیں گاتی ہیں سہرا تیرا

حلِّ لُغَّات: ڈَالِیَاں (اردو) درخت کی ٹہنیاں جُھومتی ہیں (اردو) جھونکے کھاتی ہیں لہراتی ہیں۔ رَقْص (عربی) اُچھل کود رقصِ خوشی اضافت فارسی ہے بمعنی خوشی کا کُودنا/جھومنا۔ جُوش (فارسی) زور وشور۔ بُلْبُلَیں (اردو) ایک پرندہ بلبل کی جمع ہے۔ اسے پھولوں سے بڑا لگاؤ ہے۔ اس کا کھانا شرعاً حلال ہے۔ سِہْرَا (اردو) دولہا کے سر پر پھولوں کی لڑیاں باندھتے وقت جو نظم پڑھی جاتی ہے اسے بھی سہرا کہتے ہیں اور یہی مراد ہے۔

مختصر تشریح: اے پیارے مرشد! آپ کے نوشاہ بننے پر درختوں کی شاخیں بھی عالم وجد میں رقص کرتی اور جُھومتی ہیں اور باغات کی بلبلیں بھی خوشی سے جھومتی اور خوشی کے ترانے گاتی ہیں۔ اس سے اشارہ کیا جارہا ہے اس کی طرف کہ آپ انس وجن کے علاوہ عالم نباتات وحیوانات وجمادات سب میں یکساں مقبول ومحبوب ہیں۔

گیت کلیوں کی چٹک غزلیں ہزاروں کی چہک
باغ کے سازوں میں بجتا ہے ترانا تیرا

حلِّ لُغَّات: گِیْتْ (اردو) گانا۔ کَلِیُوں (اردو) کلی کی جمع، غنچے جو ابھی کھِلے نہ ہوں۔ چَٹَکْ (اردو) کلی کھلنے کی آواز۔ غَزْلِیں (اردو) غزل کی جمع ایک خاص قسم ہے نظم کی۔

ہَزَارُوں (فارسی) ایک ہزار کی جمع ۔ **چہُک** (فارسی) خوشی میں گانا بولنا۔ **سَازُوں** (فارسی) ساز کی جمع بمعنی سرور بجتا ہے **ترانا** (اردو/ فارسی) ایک خاص سُر کی آواز نکلتی ہے۔

مختصر تشریح: باغِ جہاں میں مختلف گانے، کلیوں کے کھلنے کی آوازیں، بُلبلوں کے چہچہانے، غزلیں اور مہک لہک چہک یہ سب باغِ جہاں کے ساز وسُر ہیں۔ انہی سازوں میں آپ جناب غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت برکت، عظمت، محبوبیت کو بیان کرنے والا مخصوص ترانا بھی گایا جاتا ہے۔ برنگِ دیگر باغِ ولایت وچمنستانِ معرفت میں اولیائے کرام بُلبُلیں ہیں جو حمدِ الٰہی ونعتِ مصطفوی کے ترانے گانے کے ساتھ ساتھ خدا و مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لاڈلے شیخ عبدالقادر جیلانی کی ولایت کا ترانہ بھی گاتے رہتے ہیں۔

صفِ ہر شجرہ میں ہوتی ہے سلامی تیری
شاخیں جُھک جُھک کے بجا لاتی ہیں مُجرا تیرا

حَلِّ لُغَات: **صَفْ** (عربی) قِطار۔ **شَجْرَہ** (عربی) درخت۔ **سَلَامی** (اردو) نذرانہ عقیدت یا سلام پیش کرنا۔ **شَاخِیْں** (فارسی) درخت کی ٹہنیاں۔ **مُجرا** (عربی) ادب و احترام بجالانا۔

مختصر تشریح: اس کا ظاہری مطلب تو یہ ہوگا کہ آپ چونکہ انس وجن کے علاوہ عالمِ نباتات وجمادات وحیوانات میں بھی مقبول ومحبوب ہیں اس لیے درختوں کی دنیا میں جو قطار در قطار درخت کھڑے ہیں یہ بھی جُھک جُھک کر اوران کی ٹہنیاں بھی جُھک جُھک کر سلامی اور تعظیم بجالاتی ہیں۔ ایک ذوقی مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اولیائے کرام کے سلاسِل اربعہ تصوف وطریقت کے مقدس شجرے ہیں اور ان کے افراد ان کی مقدس روحانی شاخیں ہیں۔ یہ سارے مل کر بارگاہِ غوثیہ میں سلامی بجالاتے ہیں۔

کس گلستان کو نہیں فصلِ بہاری سے نیاز
کون سے سلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا

حَلِّ لُغَات: **گُلِسْتَانْ** (فارسی) باغ۔ **فَصْلِ بَہَارِیْ** (فارسی) موسمِ بہار لانے والا (مراد غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہیں)۔ **نِیَازْ** (فارسی) حاجت، ضرورت، عقیدت کا تعلق۔ **سِلْسِلَہْ** (عربی) لڑی، زنجیر، روحانی خاندان۔ **فَیْض** (عربی) بہاؤ۔

مختصر تشریح: اے پیارے مُرشد! آپ موسم بہار لانے والے ہیں اور کوئی بھی سلسلہ طریقت ہو اس گلستانِ روحانی کو آپ کی عقیدت کا دم بھرتا ہے۔ اس لیے کہ کوئی سلسلہ سلاسلِ طریقت میں سے ایسا نہیں ہے جس میں آپ جناب کا فیض روحانی نہ پہنچا ہو۔ سب کے سب جب فیض یافتہ ہیں تو انہیں عقیدت تو ہوگی۔

نہیں کس چاند کی منزل میں ترا جلوۂ نور
نہیں کس آئینہ کے گھر میں اُجالا تیرا

حَلِّ لُغَات: **نَہِیْں** (اردو) اس مقام پر استفہامِ اقراری کے طور پر مستعمل ہے۔ **چَانْد** (اردو) قمر، ماہتاب، ایک ایسا سیارہ جو آسمان میں ہے اور نور القمر مستفاد من نورِ الشّمس کے مصداق سورج سے نور پاتا اور ستاروں کو جگمگاتا ہے۔ **مَنْزِلْ** (عربی) مقام، درجہ۔ **جَلْوَہ** (عربی) دیدار۔ **آئِیْنَہْ** (فارسی) شیشہ آئینہ کا گھر بمعنی وہ مکان جو شیش محل کہلاتا ہے۔

مختصر تشریح: اے مرشد من! جو بھی ولی چمکا ہے وہ ماہتابِ ولایت تیرے نور سے منور ہوا ہے۔ اولیاء ماہتاب تو آپ آفتاب ولایت ہیں۔ اگر وہ ستارے ہیں تو آپ ماہتاب ہیں اور کسی کے دل کا گھر نورانیت سے چمکا ہے تو وہ اُجالا بھی آپ ہی کا ہے۔

راج کس شہر میں کرتے نہیں تیرے خُدّام

باج کس نہر سے لیتا نہیں دریا تیرا

حَلِّ لُغَات: رَاج کرنا (اردو) حکومت کرنا۔ خُدَّام (عربی) خادم کی جمع۔ بَاج (فارسی) محصول۔ نَہر (عربی) کسی دریاء کی جاری ہونے والی شاخ (اس مقام پر دریائے ولایت سے فیض پانے والا خلیفہ ومرید وشاگرد وطالب)۔ دَرْیَا (فارسی) بڑی نہر جو آگے شاخیں پیدا کرے (اس مقام پر شاہِ ولایت، مرشد کامل، استاذ ورہنما، رہبر)

مختصر تشریح: اے ولیوں کے سردار! آپ کے فیض یافتہ اولیائے کرام کس نگر میں نہیں ہیں اور کہاں کہاں ان کی ولایت کا سکہ نہیں چل رہا وہ تو حکومت کررہے ہیں اور آپ کے دریائے ولایت سے جاری ہونے والی نہروں میں سے کونسی نہر ہے جس سے آپ کا دریا خراج ومحصول وصول نہیں کررہا۔ اولیائے کرام کی نیازمندی کو خراج پیش کرنے سے تعبیر کیا اور جناب غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ذات والاصفات کو دریاء ولایت قرار دیا گیا ہے۔

مَزْرَعِ چِشت و بُخارا و عراق و اجمیر

کونسی کِشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

حَلِّ لُغَات: مَزْرَع (عربی) کھیت چِشْت (فارسی) ایک قریہ جس سے خواجہ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ چشتیہ کی بنیاد ڈالی۔ بُخَارَا (فارسی) ترکستان کے معروف شہر کا نام سلسلہ نقشبندیہ کے بانی حضرت بہاؤالحق وَالدِّین بُخاری رحمۃ اللہ علیہ بخارا کے باشندے تھے۔ عِرَاق (عربی) ایک مشہور ملک ہے جس کا دارالخلافہ بغدادِ مُعلّٰی ہے۔ سلسلہ سہروردیہ کے بانی حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سہروارد شہر کے باشندے تھے اور یہ شہر عراق میں ہے۔ اَجْمیر (اردو) ایک مشہور شہر جو راجپوتانہ (انڈیا) میں ہے۔ سلسلہ چشت اہل بہشت کے مشہور بزرگ خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے

اسے اپنا مرکز تبلیغ بنایا تھا اور آپ کی تبلیغ کی برکت سے تقریباً ۹۰ لاکھ غیر مسلم حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔ آج بھی آپ کا مزار پُرانوار مرجع خلائق ہے اور مسلم ہندو سب قائل ہیں۔ کِشْت (فارسی) کھیت۔ جَھالا (اردو) موسلا دھار بارش۔

مختصر تشریح: اے پیارے مرشد! آپ سب کے سردار ہیں، اجمیر والے خواجہ نے "قدمی هذه علىٰ رقبةِ كُلِّ وليّ الله" سنا تو اس وقت سرخراسان کی پہاڑیوں میں غار کے اندر محوعبادت تھے۔ انہوں نے اپنا سرا تنا جھکالیا کہ قریب بہ زمین ہوگیا اور کہتے جاتے تھے "بل قَدَ مَاكَ عَلىٰ رَاسِیُ و عَیُنِیُ" اوروں کی گردن پر معین الدین کے سرآنکھوں پر آپ کے قدم، اس آواز کو غوث الثقلین نے برسرِ منبر بغداد معلّٰی میں سن کر کہا "سید غیاث الدین کا بیٹا سبقت لے گیا، عنقریب خدائے بزرگ وبرتر اسے ہند کی ولایت سے سرفراز فرمائیگا"۔ اس کے بعد خواجہ معین الدین بارگاہِ غوثیہ میں حاضر ہوئے اور تقریباً ۵۷ دن زیرتربیت رہے۔ اب جب غوثِ اعظم انہیں خدمت دین کے لیے بھیجنے لگے تو انہوں نے عراق مانگا۔ آپ نے فرمایا وہ تو ہم نے عُمر (شہاب الدین سہروردی) کو دیا اور انہیں فیضانِ غوثیہ سے مالا مال کرکے اجمیر (ہند) میں روانہ فرمایا۔

اسی طرح خواجہ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اپنے لڑکپن میں علمِ کلام میں مشغول رہے تھے۔ ان کے ماموں انہیں منع کرتے تھے۔ ایک دن انہیں لے کر بارگاہِ غوثیہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی یہ میرا بھانجا عمر ہے، علم کلام کی رغبت سے باز نہیں آتا آپ اسے منع کریں تو سرکار غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اے عمر! کون کون سی کتابیں علم کلام کی یاد کررکھی ہیں؟ انہوں نے ان گنت کتابیں بتادیں۔ سرکار غوثیت مآب نے سینے پر ہاتھ رکھا تو سب کچھ محو ہوگیا۔ دوبارہ دست کرامت رکھا تو علم معرفت سے بھردیا اور انہیں عراق کی ولایت کا نظام سونپ کر روانہ فرمایا۔ ان سے سہروردی سلسلہ جاری ہوا ہے نیز ایک مرتبہ سرکار غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے مصاحبین کے ہمراہ تشریف لے جارہے تھے تو بخارا کی طرف سینۂ فیض گنجینہ کا رُخ پھیر کر فرمانے لگے آج سے ۱۵۷ سال بعد میرا

روحانی بیٹا محمد بہاؤالحق پیدا ہونے والا ہے اس کے فیض کا حصہ ابھی سے اسے دیئے جا رہا ہوں۔ یہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے رہنما ہوئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اجمیر، بخارا، عراق و چشت جتنی بھی ولایت کی کھیتیاں ہیں ان سب پہ فیضان غوثیہ کی موسلادھار بارش برستی رہتی ہے۔ لہٰذا فیضان غوثیہ کا منکر نہیں ہونا چاہیے۔ (بہجۃ الاسرار)

اور محبوب ہیں ہاں پر سبھی یکساں تو نہیں
یوں تو محبوب ہے ہر چاہنے والا تیرا

حلِّ لُغَات: مَحْبُوْبٌ (عربی) پیارا، دوست۔ ہاں (اردو) بیشک۔ پَرْ (اردو) لیکن۔ یَکْسَاںْ (فارسی) برابر۔ یُوں تو (اردو) اس طرح تو، ویسے تو۔

مختصر تشریح: اے میرے مرشد! آپ کے علاوہ بھی اولیائے کرام محبوبانِ خدا ضرور ہیں، مگر سب کا درجہ برابر نہیں ہے بلکہ آپ کا محبّ بھی محبوبِ خدا ہے، آپ کی شان سب سے سوا ہے۔

اس کو سو فرد سراپا بفراغت اوڑھیں
تنگ ہو کر جو اترنے کو ہو نیما تیرا

حلِّ لُغَات: سَوْ (اردو) ایک مخصوص عدد مگر یہاں کثیر افراد مُراد ہیں۔ فَرْدْ (عربی) لوگ۔ سَرَاپَا (فارسی) سر سے پاؤں تک۔ بِفَرَاغَتْ (عربی) آرام سکون کے ساتھ۔ اَوْڑھیں (اردو) چھپائیں۔ تَنگ (فارسی) چھوٹا پڑ جانا۔ نِیْمَا (فارسی) چھوٹا کپڑا۔

مختصر تشریح: اے مرشدِ من! آپ کی ولایت کا ہر وہ مقام جو آپ کی شوکت و رفعت کے لحاظ سے تنگ ہو گیا اس میں دیگر اولیاء کرام بکثرت سما جاتے ہیں، آپ کا اتارا ہوا وہ نیما گویا افرادِ کثیرہ بصد اطمینان اوڑھ لیں۔

گردنیں جھک گئیں، سر بچھ گئے، دل ٹوٹ گئے
کشفِ ساق آج کہاں یہ تو قدم تھا تیرا

حلِّ لُغَات: گردنیں جھکنا (اردو) تواضع کرنا۔ سر بچھ جانا (اردو) سر زمین پر ٹیک دینا۔ دل ٹوٹ جانا (اردو) خوف زدہ ہو جانا۔ کشفِ ساق (اردو ترکیب لفظ دونوں عربی) ایک آیتِ کریمہ کی طرف اشارہ ہے لُغوی معنیٰ پنڈلی کھولنا مجازاً تجلّی خاص ظاہر ہونا۔

مختصر تشریح: میدانِ محشر میں خدائے رحمٰن ایک تجلّی خاص فرمائے گا اور مومنین اسے دیکھتے ہی سجدہ ریز ہو جائیں گے اور کافروں، منافقوں کو یہ سجدہ نصیب نہ ہوگا۔ کما قال اللّٰہ تعالیٰ فی القرآن المجید "یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّ یُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ" (القلم آیت ۴۲)۔ جس دن ایک ساق کھولی جائے گی (جس کے معنیٰ اللہ ہی جانتا ہے) اور سجدہ کو بلائے جائیں گے، تو نہ کر سکیں گے۔ (کنز الایمان)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خدائے قادر جلّ جلالہٗ تو اپنی شان کے لائق "کشفِ ساق" فرمائے گا جب فرمائیگا، مگر خدا کے پیارے بندے شیخ عبدالقادر نے بحکم رب العزت جب "قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ" فرمایا تو اولیائے کرام اسے تجلّی خاص جان کر خوفزدہ ہو گئے اور ادب سے سہم گئے سر جُھکا لیے اور قدم غوثیہ کے نیچے گردنیں بچھ گئیں۔

تاجِ فرقِ عُرفاء کس کے قدم کو کہیے
سر جسے باج دیں وہ پاؤں ہے کس کا تیرا

حلِّ لُغَات: تاج (عربی) بادشاہی مخصوص ٹوپی۔ فرق (عربی) سر۔ عُرَفَاء (عربی) عارف کی جمع یعنی معرفت رکھنے والے۔ باج (فارسی) خراج۔ وہ پاؤں ہے کس کا

(اردو) سوال ہے اور اس کا جواب نظم کا آخری لفظِ قافیہ ’’تیرا‘‘

مختصر تشریح: اے پیارے مُرشد! آپ کا قدم مبارک ہی ولیوں کے سر کا تاجِ عزت ہے اور وہ اپنا سر خراج کے طور پر سوائے آپ کے کسی کے قدم کو پیش نہیں کرتے۔

سُکر کے جوش میں جو ہیں وہ تجھے کیا جانیں
خضر کے ہوش سے پوچھے کوئی رُتبہ تیرا

حلِّ لُغات: سُکر (عربی) نشہ کی حالت جس سے عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے، ایک مخصوص کیفیت ہے جب جذب کی وجہ سے عقلِ تکلیفی زائل ہو جاتی ہے تو شرعاً حکم نہیں لگتا۔ خِضرُ (عربی) ایک مشہور پیغمبر جو رہنمائے اولیاء ہیں۔

مختصر تشریح: اے مرشدِ من! اپنے علوم ظاہری کے نشے میں مخمور وہ افراد جو اپنے ظرف کی کمی کی بناء پر تجلیات کی کثرت نہ برداشت کر سکیں وہ جناب کی عزت و رفعت کیا جانیں، اگر کوئی جناب کے رتبے کو جاننا چاہے تو وہ حضرت خضر علیہ السلام جیسے صاحبِ ہوش و خرد شخصیت سے پوچھے، کیونکہ وہ آپ کے وعظ میں کبھی کبھار جلوہ گری فرماتے رہے ہیں۔

آدمی اپنے ہی احوال پہ کرتا ہے قیاس
نشے والوں نے بھلا سُکر نکالا تیرا

حلِّ لُغات: آدَمی (عربی) انسان۔ اَحْوَالُ (عربی) حال کی جمع یعنی حالات۔ قِیَاس کرنا (اردو) سوچنا، اندازہ کرنا۔ نَشِے والے (اردو) اس جگہ مجازاً ظاہری علم و فن کا غرور رکھنے والے۔ بَھلا (اردو) اچھا، کبھی کبھار بطور طنز مستعمل ہوتا ہے بمعنی واہ بھائی واہ، کیسی عجیب بات ہے۔ سُکر (عربی) نشہ یہاں دُنیوی نشہ مراد ہے۔

مختصر تشریح: آدمی اپنے آپ کو دیکھ کر دوسروں کو بھی اپنے اوپر قیاس کر لیتا ہے۔ اکثر وہابیہ اہلُ اللہ کو دیکھ کر یہی بک دیا کرتے ہیں کہ ان کے اعضاء ہمارے اعضاء

کی طرح ہیں، ان کی آنکھیں دو ہماری بھی دو، ان کے کان دو ہمارے بھی دو وغیرہ بلکہ معاذ اللہ بعض گستاخ سیدُ الانبیاء ﷺ کو بھی بک دیتے ہیں۔ اسی طرح بعض اہلِ علم ظاہری معاملات والے اپنے حالات پر خیال کرتے اور ایسی باتوں کو جو سرکار غوثیت علیہ رحمۃ اللہ سے صادر ہوئی ہیں انھیں سن کر کہتے ہیں سُکر میں کہا گیا ہے یعنی جو خود نشے میں ہے وہ آپ کو بھی نشے والا قرار دیتا ہے۔

وہ تو چھوٹا ہی کہا چاہیں کہ ہیں زیرِ حَضِیض
اور ہَر اَوج سے اُونچا ہے سِتارا تیرا

حلِّ لُغات: چھوٹا کہنا، اوروں کو کم درجے والا جاننا۔ زِیر (فارسی) نیچے۔ حَضِیض (عربی) پستی۔ اَوْج (عربی) بلندی۔

مختصر تشریح: اے پیارے مُرشد! اپنے کم ترعلم کی وجہ سے جو خود پستی میں گرے پڑے ہیں وہ تو کوشش کریں گے کہ آپ کو چھوٹا قرار دیں جبکہ آپ کی بلندی کا ستارہ اور آپ کا نصیبہ تو سب سے بلند تر ہے۔ اونچے اونچے رتبوں والے بھی اس مقام تک رسائی نہیں کر سکتے۔

دِلِ اعداء کو رَضا تیز نمک کی دُھن ہے
اِک ذرا اَور چھڑکتا رہے خامہ تیرا

حلِّ لُغات: اَعْدَاء (عربی) عَدُو کی جمع دُشمن افراد۔ تیز (فارسی) زیادہ۔ دُھن (اردو) لگن، خواہش۔ ذَرَا (اردو) تھوڑا سا، معمولی سا۔ خَامَہ (فارسی) قلم۔

مختصر تشریح: اے احمد رضا، اولیاء اللہ کے دشمنوں کو اپنے قلب کے زخموں کے لیے تیز ترین نمک کی خواہش ہے، یعنی گویا ان کے انداز یہی بتاتے ہیں کہ ان کے دلوں میں اولیاء کے بُغض والی بیماری کے سبب زخمی ہو گئے ہیں اور اولیاء کی تعریف انہیں پسند نہیں۔ ان کے دلی زخموں کے لیے یہ منقبت و تعریف وہ کام کرتی ہے جو زخم کے لیے

نمک کرتا ہے۔ اس لیے اولیاء کے دشمنوں کے زخموں پر اپنے خامے (قلم) سے تیز نمک چھڑکتے رہو اور ان کی خوب خوب تردید کرتے رہو۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اہل سنت و جماعت سوادِ اعظم کے علماء و واعظین کو چاہیے اپنی تقریروں اور درسوں میں اور علماء و مصنفین اپنی تحریروں میں اولیاء کرام کے مناقب' انبیاء علیہ اسلام کی نعتیں اور سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ حمیدہ کے چرچے کرتے رہیں تا کہ اہل محبت کی آنکھیں روشن اور قلب و جگر ٹھنڈے ہوں اور دشمنوں کے کلیجے جل کر راکھ ہوتے رہیں۔

بقول مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ

خدا ایسی قوت میرے قلم میں دے
بد مذہبوں کو سدھارا کروں میں

وصلِ چہارم

در مُنافَحتِ اعداء و استعانَت از آقا رحمۃ اللہ علیہ

الاماں قہر ہے اَے غوث وہ تیکھا تیرا
مَر کے بھی چین سے سوتا نہیں مارا تیرا

بادَلوں سے کہیں رُکتی ہے کڑکتی بجلی
ڈھالیں چھنٹ جاتی ہیں اُٹھتا ہے جو تیغا تیرا

عکس کا دیکھ کے مُنہ اور بپھر جاتا ہے
چار آئینہ کے بَل کا نہیں نیزا تیرا

کوہِ سرکھ ہو تو اک وار میں دو پر کالے
ہاتھ پڑتا ہی نہیں بُھول کے اَوچھا تیرا

اس پہ یہ قہر کہ اب چند مُخالِف تیرے
سچاہتے ہیں کہ گھٹا دیں کہیں پایہ تیرا

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

وَ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَک کا ہے سایہ تُجھ پر
بَول بالا ہے ترا ذِکر ہے اُونچا تیرا

مِٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اَعْدَاء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مِٹے گا کبھی چرچا تیرا

تُو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

سُمِ قاتِل ہے خدا کی قسم ان کا انکار
مُنکِرِ فضلِ حضور! آہ یہ لکھا تیرا

میرے سیّاف کے خنجر سے تُجھے بَاک نہیں
چیر کر دیکھے کوئی آہ! کلیجا تیرا

ابنِ زَہرا سے ترے دِل میں ہیں یہ زَہر بھرے
بل بے او منکر بے باک یہ زُہرا تیرا

بازِ اَشْہَب کی غُلامی سے یہ آنکھیں پھرنی
دیکھ اُڑ جائے گا ایمان کا طوطا تیرا

شاخ پر بیٹھ کر جڑ کاٹنے کی فکر میں ہے
کہیں نیچا نہ دکھائے تجھے شجرا تیرا

حق سے بد ہو کے زمانے کا بھلا بنتا ہے
ارے میں خوب سمجھتا ہوں معمّا تیرا

سگِ در قہر سے دیکھے تو بکھرتا ہے ابھی
بند بندِ بدن اے روبہِ دُنیا تیرا

غرض آقا سے کروں عرض کہ تیری ہے پناہ
بندہ مجبور ہے خاطِر پہ ہے قبضہ تیرا

حُکم نافِذ ہے ترا خامہ ترا سَیف تری
دم میں جو چاہے کرے دَور ہے شاہا تیرا

جس کو للکار دے آتا ہو تو اُلٹا پھر جائے
جس کو چُمکار لے ہر پھر کے وہ تیرا تیرا

کُنجیاں دِل کی خُدا نے تجھے دیں اَیسی کر
کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزینہ تیرا

دل پہ کَندہ ہو ترا نام کہ وہ دُزدِ رجیم
اُلٹے ہی پاؤں پھرے دیکھ کے طُغرا تیرا

نَزع میں گور میں میزاں پہ سرِ پُل پہ کہیں
نہ چھُٹے ہاتھ سے دامانِ مُعلّٰی تیرا

دُھوپ محشر کی وہ جاں سوز قیامت ہے مگر
مُطمئن ہوں کہ میرے سر پہ ہے پلّا تیرا

بہجت اس سِرّ کی ہے جو ''بہجۃ الاسرار'' میں ہے
کہ فلک وار مُریدوں پہ ہے سایا تیرا

اے رِضاؔ چیست غم اَر جُملہ جہاں دُشمنِ تُست
کردہ اُم مأمَنِ خود قبلہ حاجاتے را

الاماں قہر ہے اَے غَوث وہ تیکھا تیرا
مَر کے بھی چین سے سوتا نہیں مارا تیرا

حَلِّ لُغَات: اَلْاَمَانْ (عربی) اصل میں امانُ اللہ ہے بمعنی پناہِ خدا۔ **قَہْرٌ** (عربی) قہر غضب۔ **غَوْثٌ** (عربی) فریادرس۔ **تِیکھا** (ہندی) تیز۔ **چَین** سے سوتا نہیں (اردو) آرام نہیں پاتا، سکھ نہیں لے سکتا۔

مختصر تشریح: اے میرے مُرشد پاک! آپ کے جلال سے خدا کی پناہ، آپ کی نظرِ کرم جس طرح بیڑے پار کر دیتی ہے یوں ہی آپ کا غیظ وغضب بیڑے ڈبو دیتا ہے۔ آپ کے جلال کی نگاہ سے مر جانے والا گویا مرنے کے بعد قبر میں بھی مبتلائے غضب وعذاب رہتا ہے۔

بادَلوں سے کہیں رُکتی ہے کڑکتی بجلی
ڈھالیں چھنٹ جاتی ہیں اُٹھتا ہے جو تیغا تیرا

حَلِّ لُغَات: بادَلوں (اردو) بادل کی جمع، اَبر، گھٹا وغیرہ، کڑکتی بجلی (اردو) خوفناک آواز والی آسمانی بجلی۔ ڈھالیں (اردو) لوہے کا وہ آلہ جو جنگ میں دشمن کے وار سے بچنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ **چھنٹ جاتی ہیں** (اردو) ڈھالیں کٹ جاتی ہیں۔ **تیغا** (فارسی) چھوٹی چوڑی تلوار کو کہتے ہیں۔

مختصر تشریح: اے غوث جلی! آپ کی شان وسطوت تو کڑکتی بجلی کی مانند ہے۔ یہ چھوٹے چھوٹے بادل نما مخالفین آپ کو کیا روک سکتے ہیں۔ آپ جو تیغ ار کھتے ہیں اُس سے بڑوں بڑوں کی ڈھالیں ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہیں۔

عکس کا دیکھ کے مُنہ اور بِپھر جاتا ہے
چار آئینہ کے بَل کا نہیں نیزا تیرا

حَلِّ لُغَات: عکس (عربی) پرتو، سایہ۔ دیکھ کے منہ (اردو) صورت دیکھ کر۔ بِپھر جاتا ہے (اردو) غضب ناک ہو جاتا ہے۔ چارْ آئِینَہْ (فارسی) ایک مخصوص قسم کی لوہے کی بنیان نُما قمیض جو میدان جنگ میں دشمن کے وار سے بچنے کے لیے پہنی جاتی ہے اور اس میں آئینہ کی طرح چمکدار تختیاں سینہ اور پشت پر لگا لیتے ہیں۔ بَلْ (اردو) طاقت، نَیْزَا (فارسی) اردو میں بھالا بھی کہہ دیتے ہیں۔

مختصر تشریح: اے غوث زمان! اسلام کے دشمن کو مدمقابل دیکھ کر آپ کا نیزا بپھر جاتا ہے اور جب آپ کا نیزا بپھر جائے تو پھر بڑے سے بڑے دشمن اور طاقتور سے طاقتور پہلوان نے اگرچہ لوہے کی بُنیان ہی کیوں نہ پہن رکھی ہو اور بالکل اپنی طرف سے خوب انتظام ہی کیوں نہ کر لے وہ آپ کے وار سے بچ نہیں پاتا۔

کوہِ سرمکھ ہو تو اک وار میں دو پر کالے
ہاتھ پڑتا ہی نہیں بُھول کے اوُچھا تیرا

حَلِّ لُغَات: کُوہْ (فارسی) پہاڑ، مجازی معنی یہاں ہے سُورما بہادر پہلوان۔ سَرْ مُکھ (ہندی) مُقابلہ وَارْ (ہندی) حملہ دو پَر کالے (فارسی) دو ٹکڑے ۔ ہاتھ پڑتا ہی نہیں (اردو) اس کا تعلق اوُچھا سے ہے یعنی ہاتھ کا نشانہ خطا نہیں جاتا۔

مختصر تشریح: اے غوث من! آپ کے مدمقابل کوئی پہاڑ نما دیو ہیکل ہی کیوں نہ ہو، آپ کا ایک ہی وار اس کے دو ٹکڑے کرنے کے لیے کافی ہے کیونکہ آپ غیر ارادی طور پر بھی دست ہائے مبارکہ اٹھا دیں تو وہ بے نشانہ نہیں جاتے بلکہ دشمن کے دو ٹکڑے کر دیتے ہیں۔

اس پہ یہ قہر کہ اب چند مُخالِف تیرے
چاہتے ہیں کہ گھٹا دیں کہیں پایہ تیرا

حَلِّ لُغَات: اِس پہ (اردو) ایسی صورت میں ۔ قَہرْ (عربی) ظُلم ۔ چَنْدْ (فارسی) تھوڑے سے۔ گھٹا دیں (اردو) کم کر دیں۔ پایہ (فارسی) مرتبہ۔

مختصر تشریح: اے مُرشد! آپ کی طاقت وقوت، ہیبت وشوکت عظمت وسطوت جانتے بوجھتے بھی اب چند مخالفین خواہ مخواہ آپ کے رتبہ کو گھٹانے کی ناپاک کوشش کرتے رہتے ہیں۔ آفت وظلم کی حد ہے اور ان کی یہ حرکت خود ان کے لیے ہی نقصان کا باعث ہے۔

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

حَلِّ لُغَات: عَقْلْ ہوتی (اردو) سمجھداری سے کام لیتے۔ تو (اردو) یقینی طور پر لَڑائی (اردو) جنگ، مقابلہ۔ گھٹائیں (اردو) مرتبہ کم کریں۔ مَنْظُوْر (عربی) پسند۔ بڑھانا (اردو) زیادہ کرنا۔

مختصر تشریح: اللہ کے ولی سے دُشمنی گویا خود خدائے وحدہٗ لاشریک سے جنگ ہے۔ کما فی الحدیث القدسی فی صحیح البخاری "مَنْ عَادَ لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ" (عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ، صحیح البخاری، حدیث رقم ٢٥٠٢) جس نے میرے ولی سے عداوت رکھی اسے میں نے اعلان جنگ دے دیا۔

ہمارے مُرشد! آپ تو پھر ولیوں کے سردار ہیں، اگر آپ کے دشمنوں کو عقل ہوتی تو آپ سے ٹکرا کر خدا سے جنگ مول نہ لیتے کیونکہ ان کی نیت آپ کا مرتبہ گھٹانے کی ہے جبکہ آپ کا رب آپ کے درجے بڑھانا پسند فرماتا ہے۔

وَ رَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَک کا ہے سایہ تُجھ پر
بول بالا ہے ترا ذِکر ہے اُونچا تیرا

حلِّ لُغَات: ورفعنا الایۃ (الم نشرح کی آیت کریمہ)۔ سَایَہ (فارسی) پرچھائیں۔ بُول بَالَا (اردو) اونچی بات۔

مختصر تشریح: خدائے رحمٰن نے فرمایا "وَ رَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ" (تلمیح بالآیة، سورة الم نشرح، آیت ٤) "اے محبوب ﷺ! ہم نے بلند کردیا آپ کے لیے آپ کے ذکر کو" اور ہمارے مرشدِ اعظم چونکہ اپنے نانا جان ﷺ محبوبِ رحمٰن کے پورے پورے پیروکار اور فنافی الرسول کے منصبِ جلیل پر فائز ہیں' کمال قال "کُلُّ وَلِیِّ لَہٗ قَدَمٌ وَاِنِّیۡ عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدۡرِالۡکَمَالِ" یعنی ہر ولی کسی نہ کسی نبی کے نقشِ پاء پر ہوتا ہے اور میں اس نبی برحق کے نقشِ قدم پر چلتا ہوں جو بدر کمال ہیں۔ اسی بناء پر رفعتِ ذکر کا سایہ غوثِ اعظم پر بھی پڑا ہے اور چہار دانگ عالم میں جناب کے بھی ڈنکے بجے ہوئے ہیں۔

مِٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اَعۡدَاء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

حلِّ لُغَات: مِٹ گئے (اردو) ختم ہوگئے' نیست و نابود ہوگئے۔ اَعۡدَاء (عربی) عَدو کی جمع بمعنی دشمن۔ نہ مٹا ہے نہ مٹے گا (اردو) کبھی ختم نہ ہوگا۔ چرچا (اردو) ڈنکا' شہرہ ذکر۔

مختصر تشریح: اے شانوں والے! آپ کے دشمنوں کے تذکرے مٹ گئے' مٹ رہے ہیں اور مٹ جائیں گے جبکہ ماضی میں حال میں استقبال میں آپ کے چرچے ہوں گے' آپ کی ولادت باسعادت سے پہلے اولیاء زمانہ نے آپ کی پیش گوئیاں کیں' چرچے کیے۔ ہمارے زمانے میں بھی آپ کے چرچے جاری ہیں اور آنے

والے زمانے میں بھی آپ کے ڈنکے بجتے رہیں گے۔

تُو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

حلِّ لُغَات: گھٹائے سے (اردو) رُتبہ کم کرنے کی کوشش سے۔ نہ گھٹا ہے نہ گھٹے (اردو) نہ پہلے مرتبہ کم ہوا نہ اب ہوگا۔

مختصر تشریح: اے خدا کے پیارے اور مصطفٰی ﷺ کے دُلارے! آپ کے دشمنوں کی ناپاک کوششوں سے نہ پہلے آپ کا مرتبہ کم ہوا اور نہ اب ہوگا کیونکہ آپ کا رتبہ خدا تعالیٰ بڑھانے والا ہے۔

سُمِّ قاتل ہے خدا کی قسم ان کا انکار
مُنۡکِرِ فضلِ حضور! آہ یہ لکھا تیرا

حلِّ لُغَات: سُمِّ قاتل (عربی) جان لیوا زہر۔ اِنکارُ (عربی) اقرار کی ضد' نہ ماننا۔ فَضۡلُ (عربی) فضیلت۔ حضور (عربی) مصدر مبنی للفاعل' اردو زبان میں ایک مؤدبانہ کلمہ کے طور پر بزرگوں کے لیے بولتے ہیں۔ آہ (عربی) افسوس کا کلمہ۔ لِکّھا (ہندی) تقدیر۔

مختصر تشریح: اے شانِ غوث اعظم کے مُنۡکِر! افسوس تیری تقدیر کہ تو ان کی شان کا مُنکر ہُوا جن کی شان خدائے رحمٰن نے بڑھائی ہے۔ یاد رکھ مُنۡکِر! "شانِ غوثیہ" کا انکار تیرے ایمان کے لیے زہرِ قاتل ہے۔ فرمانِ غوثیہ ہے "تَکۡذِیۡبُکُمۡ لِیۡ سُمٌّ قَاتِلٌ لِاَدۡیَانِکُمۡ وَ سَبَبٌ لِذَهَابِ دُنۡیَاکُمۡ وَ اُخۡرَاکُمۡ" یعنی تمہارا مجھے جھٹلانا تمہارے دین کے لیے زہر قاتل اور تمہاری دنیا و عقبٰی کی بربادی کا سبب ہے۔

میرے سیّاف کے خنجر سے تجھے باک نہیں
چیر کر دیکھے کوئی آہ! کلیجا تیرا

حلِّ لُغات: سیّاف (عربی) خوب تلوار چلانے والا۔ خَنْجَر (فارسی) ایک مخصوص قسم کا چُھرا۔ بَاک (فارسی) خوف۔ چِیر کر (اردو) چاک کرکے۔ کَلیجَا (اردو) دل۔

مختصر تشریح: اے دشمنِ غوث! اگر تیری حرکتوں کو دیکھا جائے تو ظاہراً لگتا ہے تجھے میرے تلوار کے دھنی مُرشدِ اعظم کے جلال کا کوئی خوف نہیں۔ حالانکہ اگر تیرے کلیجے کو چاک کرکے دیکھا جائے تو اندر سے پھٹا پڑا ہے اور تیری حالت غیر ہوچکی ہے۔

سرکارِ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں: "انَا سَیّافٌ اَنَا قَتّالٌ اَنَا سَلّابُ الاَحوَالِ"
ترجمہ: ''میں تلوار کا دھنی اور دشمنانِ دین کو بہت مارنے والا اور بے ادبی کرنے والوں کے اَحوال سَلب کرلینے وَالا ہوں''۔

اِبنِ زَہرا سے ترے دِل میں ہیں یہ زَہر بھرے
بل بے اَو مُنکر بے باک یہ زُہرا تیرا

حلِّ لُغات: اِبنِ زَہرا (عربی) ابن بمعنی بیٹا اور زَہرا حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کا لقب، ابن زہرا بمعنی حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کا بیٹا اس سے مراد غوثِ اعظم ہیں۔ کیونکہ آپ حسنی حُسینی سید ہیں تو سیدہ زہرا آپ کی جدہ کریمہ ہوئیں۔ زَہْر (فارسی) کینہ، بُغض۔ بَلْ بے (اردو) کلمہ تعجب بمعنٰی واہ رے واہ۔ اُوْ (اردو) نوائے برائے حقارت۔ مُنْکِرْ (عربی) انکاری۔ بے بَاک (فارسی) دلیر۔ زُہرا (فارسی) ہمت۔

مختصر تشریح: اے غوثِ اعظم کے بارے میں دل کے اندر بغض وعناد رکھنے والے، واہ رے واہ تیری ہمت کہ تو نے ابن زہرا کے خلاف دل میں زہر بھرلیا اور تجھے خوف ہی نہیں حالانکہ وہ محبوبِ خدا ہیں۔ اس شعر میں زَہرا اور زُہرا کے درمیان تجنیس بھی مستعمل ہے۔ (ایک جنس کے الفاظ مُختلف معنیٰ کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں)

بَازِ اَشْہَبْ کی غُلامی سے آنکھیں پھرنی
دیکھ اُڑ جائے گا ایمان کا طوطا تیرا

حلِّ لُغات: بَاز (عربی) ایک مشہور شکاری پرندہ۔ اَشْہَبْ (عربی) سفید، بلند پروازی والا شکرا۔ اس مقام پر مقاماتِ معرفت میں بلند پروازیاں کرنے والے پیرانِ پیر روشن ضمیر غوثِ اعظم مراد ہیں۔ آنکھیں پھرنی (اردو) روئے عقیدت پھیر لینا۔ دِیکْھ (اردو) غور کر، خبردار ہوجا، کلمہ تنبیہ ہے۔ اُڑ جائے گا ایمان کا طوطا تیرا (اردو) ایمان کا طوطا اُڑ جانا محاورہ ہے، ایمان ضائع ہوجائے گا نیز کوئی خوفزدہ وحیران ہوکر حواس باختہ ہوجائے تو کہتے ہیں اس کے طوطے اُڑ گئے ہیں۔

مختصر تشریح: اے آسمانِ ولایت کے بُلند پرواز شکرے کی مخالفت کرنے والے، آنکھیں نہ پھیر روئے عقیدت پیچھے نہ ہٹا، کہیں ایمان کا طوطا ہی نہ اُڑ جائے اور تو کفِ افسوس ملتا رہ جائے۔

شاخ پر بیٹھ کر جڑ کاٹنے کی فکر میں ہے
کہیں نیچا نہ دکھائے تجھے شجرا تیرا

حلِّ لُغات: شَاخ (فارسی) درخت کی ٹہنی۔ جَڑ (اردو) اصل۔ فِکْر (اردو) تدبیر۔ نیچا نہ دکھا دے (اردو) شرمندہ نہ کردے۔ شَجْرا (عربی) اصل میں لفظ ''شجرہ'' بمعنی درخت ہے اور اصطلاحِ تصوُّف میں سلسلہ بیعت کو بھی شجرہ کہتے ہیں۔

مختصر تشریح: اے سلسلہ عالیہ میں داخل ہوجانے والے تو اس شجرہ مقدسہ کی شاخ پر پہنچ گیا، اب کمالاتِ غوثیہ کا مُنکر بن کر گویا تو اس مقدس درخت کی جڑ ہی کاٹنے کے درپے ہے، جس درخت کی شاخ پر تو خود بیٹھا ہے۔ یہ بات تیرے لیے سخت شرمندگی و نقصان کا باعث ہے۔ آدمی کا اپنا شیخ تو گویا شاخ ہے اور سلسلہ مقدسہ وشجرہ طیبہ کی اصل جڑ تو سرکارِ غوثیت رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

حق سے بد ہو کے زمانے کا بھلا بنتا ہے

ارے میں خوب سمجھتا ہوں معمّا تیرا

حلِّ لُغات: حَقّ (عربی) حق تعالیٰ و تبارک۔ بَدْ (فارسی) بُرا۔ زَمَانہ کا بھلا بننا (اردو) اہل زمانہ کے سامنے اچھا بننا۔ اَرِے (اردو) ایک تحقیر کا کلمہ۔ مُعَمَّا (عربی) پہیلی، عجیب وغریب، اچھا بننا۔

مختصر تشریح: محبوب سبحانی کا مُنکِر گویا حق تعالیٰ کے نزدیک بُرا بن جاتا ہے، اب ایسا بُرا ابھی لوگوں کے سامنے اچھا بن کر رہنے کی کوشش کرتا ہے اور اپنے آپ کو نیک ظاہر کرتا ہے۔ یہ کیسی عجیب وغریب بات ہے؟

سگِ در قہر سے دیکھے تو بکھرتا ہے ابھی

بند بندِ بدن اے روبہِ دُنیا تیرا

حلِّ لُغات: سَگِ دَرْ (فارسی) دربار کا کُتا مجازاً غلامِ قادریت۔ قَہْرْ (عربی) غضب۔ بکھرتا ہے (اردو) ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے۔ بَنْدْ (فارسی) قید، پابندی۔ بَنْد بَدَنْ (فارسی) بدن کے جوڑ۔ رُوْبَہِ دُنْیا (فارسی) دنیا کا گیدڑ یا لومڑ دنیا کی چالاکی۔

مختصر تشریح: اے جنابِ غوثِ اعظم کے دشمن! تو اس کمینی دنیا کا ڈرپوک گیدڑ یا چالاک لومڑ ہی ہے جو اس درگاہِ بے کس پناہ کے ادنیٰ کتے کے غضب کو دیکھ کر ہی لرزتے لرزتے ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے اور اے دشمنِ غوث اعظم تیرے جسم ناتواں کا جوڑ جوڑ جُدا ہو جاتا ہے۔

غرض آقا سے کروں عرض کہ تیری پناہ

بندہ مجبور ہے خاطِر پہ ہے قبضہ تیرا

حلِّ لُغات: غرض (عربی) مقصد۔ آقا (فارسی) سردار۔ عَرْض (عربی) درخواست۔

پَنَاہْ (فارسی) اَمان۔ بَنْدَہْ (فارسی) غلام۔ مَجْبُوْرْ (عربی) پابند۔ خَاطِرْ (عربی) دل، طبیعت۔ قَبْضَہْ (عربی) اتھارٹی، کنٹرول، تصرف۔

مختصر تشریح: الغرض میں تو اپنے آقا ولایت پناہ حقیقت آگاہ جنابِ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ہی یہ عرض کروں کہ سرکار اپنے غلام بے دام کو اپنے دامنِ کرم میں پناہ دیں۔ آپ کا غلام مجبور ہے۔ آپ کا دلوں پر تصرف ہے، لہٰذا میرے دل کو نیکی کی طرف پھیر دیں اور اسے گناہوں کی نفرت دلائیں۔ مزید تفصیل کے لیے اعلیٰ حضرت کا رسالہ ''بادشاہ کون'' ملاحظہ کیجئے۔

حُکم نافِذ ہے ترا خامہ ترا سَیف تری

دم میں جو چاہے کرے دَور ہے شاہا تیرا

حلِّ لُغات: حُکْم (عربی) فیصلہ، قوت۔ نَافِذْ (عربی) رائج۔ خَامَہْ (فارسی) قلم۔ سَیْف (عربی) تلوار۔ دَم (فارسی) ایک سانس، لمحہ۔ جو چاہے کرے (اردو) اپنی مرضی کرے۔ دَوْرْ (اردو) زمانہ۔ شاہا (فارسی) الف ندا کا ہے اے بادشاہ۔

مختصر تشریح: اے میرے پیرانِ پیراں! آپ شہنشاہِ ولایت ہیں، آپ گویا روحانی دنیا کے بادشاہ ہیں۔ تلوار بھی آپ کے پاس ہے اور روحانی دنیا کے مُفتی و قاضی بھی آپ ہیں، آپ کے پاس فیصلہ کرنے والا قلم بھی ہے۔ آن کی آن میں جو حکم شاہی جاری کر دیں جیسا کہ خود فرمان والا ہے۔ بِلَادُ اللّٰهِ مُلْكِي تَحْتَ حُكْمِي وَ وَقْتِي قَبْلَ قَلْبِيُ قَدْ صَفَالِي۔ (قصیدہ غوثیہ) تمام جہاں میرا ملک ہے اور میرے زیرِتصرف ہے۔ میرا وقت میرے قلب سے پہلے ہی میرے لیے خالص کر دیا۔ (بہجۃ الاسرار، برکات قادریت)

جس کو لَلکار دے آتا ہو تو اُلٹا پھر جائے

جس کو چُمکار لے ہر پھر کے وہ تیرا تیرا

حَلِّ لُغَات: لَلکارْ (فارسی) دھمکی، ڈرانا، اپنا آپ دکھانا۔ **اُلٹا پھرنا** (اردو) آتے آتے واپس ہوجانا۔ **چُمکارْ** (فارسی) پیار سے قریب کرنا۔ **ہَرْ پھِرْ کے** (ہندی) پھر پھرا کر، اِدھر اُدھر سے ہوکر، **تیرا تیرا** (اردو) آپ کا ہی ہے۔

مختصر تشریح: آقا! آپ کا جو دشمن حملے کے ارادے سے آرہا ہو اور آپ ایک دفعہ اسے دھمکا دیں اس کی جرات نہیں وہ آگے آسکے بلکہ وہیں سے الٹے پاؤں پھر جاتا ہے اور جس زمانے کے دُھتکارے ہوئے یا ستائے ہوئے غریب کو آپ پیار سے بلالیں وہ سارے زمانے سے الگ تھلگ ہوکر آپ کے در پر پڑا رہتا ہے۔

کُنجیاں دِل کی خُدا نے تجھے دیں اَیسی کر

کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزینہ تیرا

حَلِّ لُغَات: کُنْجِیَاں (اردو) چابیاں۔ اَیْسی کرْ (اردو) اس طرح کر، یوں کیجئے۔ سِیْنَہ (اردو) دل۔ خَزِیْنَہْ (عربی) خزانہ۔

مختصر تشریح: اے پیارے مرشد! خدائے قدیر نے آپ کو لوگوں کے دلوں کی چابیاں عطا فرما رکھی ہیں۔ آپ جس کا سینہ چاہیں بعطاءِ خُدا کھول دیں اور اس میں جو بھر دیں، اس طرح کیجئے کہ میرے سینے میں اپنی محبت کا خزانہ بھر دیجئے۔

دل پہ کُندہ ہو ترا نام کہ وہ دُزدِ رجیم

اُلٹے ہی پاؤں پھرے دیکھ کے طُغْرٰی تیرا

حَلِّ لُغَات: کُنْدَہْ (فارسی) نقش شدہ۔ کِہْ (فارسی) تا کہ کا مخفف۔ دُزْدْ (فارسی) چور۔ رَجِیْم (عربی) دُھتکارا ہوا۔ دُزدِ رجیم سے مراد شیطان ہے۔ اُلٹے ہی پاؤں

پھرے (اردو) آتے ہوئے بھاگ کھڑا ہو۔ طُغْرٰی (تُرکی) شاہ مُہر۔

مختصر تشریح: اے پیارے مرشد! کاش آپ کا نام نامی اسم سامی میرے دل پر نقش کر دیا جائے تا کہ اس شاہی مہر کو دیکھتے ہی ابلیس لعین (بارگاہِ خداوندی کا دُھتکارا ہوا) بھاگ کھڑا ہو اور مجھے اس کے شر سے پناہ مل جائے۔

نَزْع میں گور میں میزاں پہ سرِ پُل پہ کہیں

نہ چُھٹے ہاتھ سے دَامانِ مُعلّٰی تیرا

حَلِّ لُغَات: نَزْعْ (عربی) جان کَنی۔ گور (فارسی)۔ قَبْر۔ مِیْزَانْ (عربی) ترازو۔ پُل (فارسی) دریا کے اوپر گزرنے کا راستہ، یہاں مراد پُل صراط ہے جو جہنم پر بچھایا جائے گا۔ مُعلّٰی (عربی) بلند و بالا۔

مختصر تشریح: اے پیارے مُرشد! اللہ کرے بحالتِ نزع، قبر، میزانِ عمل، پُلِ صراط الغرض کہیں بھی جناب کا دامنِ کرم مجھ سے نہ چھوٹے اور اس جہاں میں بھی جناب کا سایۂ کرم شامل حال رہے۔

دُھوپ محشر کی وہ جاں سوز قیامت ہے مگر

مُطمئن ہوں کہ میرے سر پہ ہے پلّا تیرا

حَلِّ لُغَات: مَحْشَر (عربی) قیامت کا دن۔ جاں سُوْزْ (فارسی) جاں جلانے والی۔ پَلّا (اردو) دامن۔

مختصر تشریح: اے میرے مُرشد کریم! اگرچہ روز محشر کو جاں پگھلانے والی دُھوپ ہوگی۔ جیسا کہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ بھی فرما گئے۔

روز محشر کہ جاں گداز بوَد

مگر آپ کا سایہ رحمت میرے سر پر جلوہ فگن ہونے کی وجہ سے مُجھے طمانیت ہی حاصل ہے۔

بہجت اس سرِ کی ہے جو ''بہجۃ الاسرار'' میں ہے

کہ فلک وار مُریدوں پہ ہے سایا تیرا

حلِّ لُغات: **بَہجَت** (عربی) رونق، رنگت خوشی۔ **سَرُ** (فارسی) **بہجۃ الاسرار** (عربی) ایک کتاب مستطاب جو کمالاتِ غوثیہ وسوانح مُبارکہ پر مشتمل قابل قدر کتاب ہے۔ **فَلَکْ** (عربی) آسمان۔ **وَار** (فارسی) مثل کی طرح۔

مختصر تشریح: اے پیارے مُرشد! جس خوش نصیب کے سر پر جناب کا دستِ شفقت ہو ساری رونق اسی سر کی ہے۔ آپ کا پیارا ارشاد ''بہجۃ الاسرار'' میں موجود ہے ''اِنَّ یَدِیْ عَلیٰ مُرِیدِی کالسَمَاءِ عَلَی الاَرْض'' یعنی میرا ہاتھ میرے مرید کے سر پر ایسے ہے جیسے آسمان زمین پر سایہ فگن ہے۔ اصل میں صحیح لفظ ''سایہ'' ہے مگر ضرورت شعری کی بناء پر ''سایا'' مستعمل ہے۔

اے رِضاؔ چیست غم اَرْ جُملہ جہاں دُشمنِ تُسْت

کردہ اُم مأمَنِ خود قبلہ حاجاتے را

(اس منقبت کا یہ آخری شعر جو ''مقطع'' کہلاتا ہے، مکمل زبانِ فارسی میں ہے، اگر چہ ساری منقبت بنیادی طور پر اردو میں تھی)۔

حلِّ لُغات: **چیست** (فارسی) کیا ہے۔ **غَم** (عربی) رنج۔ **اَرْ** (فارسی) اگر کا مخفف ہے۔ **جُمْلَہْ** (عربی) تمام۔ **جَہاں** (فارسی) دُنیا۔ **دُشْمَنِ تُسْت** (فارسی) تیرا دشمن۔ **کردَہ اَم** (فارسی) میں نے کرلیا یا بنالیا۔ **مأمَن** (عربی) جائے پناہ، ٹھکانہ۔ **خُوْدْ** (فارسی) اپنا **قِبْلَہْ حَاجَاتِے** (عربی، فارسی) ایک ہستی جو حاجت پوری کرنے والی ہے اسے رہنما بنا لیا۔ **رَا** (فارسی) کو، کے لیے۔

مختصر تشریح: اے رِضا! اگر سارا جہاں تیرا دُشمن بن جائے تو تجھے کیا رنج

ہے۔ آپ نے تو ایک ایسے فریادرس کو جو سب کی دستگیری کرتا ہے اپنا ٹھکانہ بنالیا ہے۔ اپنی حاجتوں کے پورا کرنے والے مرشد کا دامن تیرے ہاتھوں میں ہے تجھے فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

شانِ الوہیت و تقدیسِ رسالت کا امین

کوثر و تسنیم سے دھلے الفاظ، مشک و عنبر سے مہکا آہنگ

عشق و ادب کی حلاوتوں کا ماخذ

ترجمہ قرآن

کنز الایمان

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت امام احمد رضا علیہ الرحمہ

اب پشتو زبان میں دستیاب ہے

جمعیّت اشاعت اہلسنّت پاکستان

کی ایک دلکش کاوش